نہج البلاغہ اور خدا شناسی

جاوید اقبال قزلباش

موجودہ صدی کو علم و آگہی اور ذہن و شعور کی بیداری سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن یہ حیرت انگیز تلخ حقیقت ہے کہ مادی ترقی کی دوڑ میں انسان اپنی حقیقی راہ و روش سے منحرف ہوتا چلا جارہا ہے بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ دور حاضر میں خداشناسی اور معرفت الٰہی کا فقدان ہوتا جارہا ہے۔ دین شناسی اور اخلاقی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ آزادی کے نام پر بے بند و باری اور اختلاط مرد و زن کی زمین ہموار کی جارہی ہے۔ عریانیت و برہنگی کے اس انسانیت سوز ماحول میں راہ نجات کی نشاندہی اور نابودی کے کنارے پر کھڑی ہوئی انسانی دنیا کی ہدایت و رہنمائی ایک امر لازمی ہے اور اس کام کے لئے مولای متقیان کے خطبات و مکتوبات اور گرانقدر و موعظانہ و مختصر کلمات سے بہتر کچھ نہیں ہے کیونکہ ان کا یہ مشہور و معروف جملہ سبھی لوگوں کے ذہن میں محفوظ ہے۔ میرے معبود! تیرے اور ہمارے درمیان جو پردے حائل ہیں اگر وہ درمیان سے ہٹالئے جائیں تو بھی میرے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ ادارہ

آج انسانیت کفر و نفاق و ارتداد و فسوق و عصیان کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں بھٹک رہی ہے۔ ایک طرف سائنسی اور مادی ترقی کا گراف بلندترین سطح پر پہنچ چکا ہے اور اپنی سائنسی ترقی پر انسان ناز و فخر و مباہات کر رہا ہے تو دوسری طرف جہالت اور ظلم کا دور دورہ ہے۔ انسان مشرق کا ہو کہ مغرب کا جتنا آج اپنے تئیں غیر محفوظ اور خود کو خارزار خطر میں محسوس کر رہا ہے کبھی بھی اس کی ایسی حالت نہ تھی۔

وہ مادی ترقی جو خداشناسی کے بغیر ہو اس سے ویتنام، افغانستان، عراق، بوسنیا، کشمیر اور گواتاناموبے جیسے المیے جنم لیتے ہیں۔ صرف معنوی اقدار ہی انسان کی حفظ و بقا کے ضامن ہیں۔ آج کا انسان معنویت اور خداشناسی کی مخالف سمت میں سرپٹ دوڑ سے دور بھاگے جارہا ہے جس سے وہ بہیمیت اور حیوانیت کی عمیق پاتال میں اتر آیا ہے۔ بنیادی انسانی اقدار، دینی نظریات، اعمال

صالحہ ایک سراب اور خواب بن رہے ہیں۔ آج کا انسان جتنا اپنے ہم نوع سے ڈرتا ہے اتنا شاید وہ شیروں بھیڑیوں، اور تمام دیگر درندوں سے بھی نہیں ڈرتا۔ اسی لئے شاعر کو کہنا پڑا:

بات دوراں کی میں کرتا ہوں　　صرف زور قلم میں کرتا ہوں
خوف و دہشت کا دور آیا ہے　　سایۂ آدمی سے ڈرتا ہوں
دشت حیرت میں ایسے پھرتا ہوں　　روز جیتا ہوں روز مرتا ہوں

یہی معنوی اقدار سے دوری ہے جس نے تہذیبوں کے درمیان جنگ جیسے نظریات کو جنم دیا اور آج روئے زمین پر ہر طرف خون بہتا نظر آرہا ہے۔ انسان کا خون، مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں کا خون! استعماری حملوں سے بہتا ہوا خون!

مادی مفادات کے لئے اندھے بہرے اور دیوانے لٹیرے انسانیت پر چڑھ دوڑے ہیں اور ہر طرف خون بہا رہے ہیں۔ درندگی کے ان مظاہر پر انسانیت شرمسار ہے اور آدمیت، حمیت، غیرت، عفت جیسی صفات کسی کونے میں منہ چھپائے رو رہی ہیں۔ غرض انفرادی اور معاشرتی ہر دو سطوح پر ہر طرح کی برائیاں، مفاسد اور معائب خدا ناشناسی ہی کا شاخسانہ ہیں۔ ایک طرف تو ہماری معاشرتی اقدار کا ڈھانچہ شکست و ریخت کا شکار ہے اور دوسری طرف بزرگوں، مدرسوں، اساتذہ اور والدین کا مثبت تعمیری کردار گئے دنوں کی بات ہو گئی ہے۔

اسکولوں، مدرسوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں فنی، طبیعی علوم اور انگریزی کا چرچا ہے جب کہ اساتذہ مثبت تعمیری اخلاقی رول ادا کرنے سے عاری ہو چکے ہیں۔ رہے والدین وہ اس مادی انحطاط پذیر دور میں معاشی مشکلات اور مشغولیات کے شکنجے میں کچھ اس طرح سے کسے جا چکے ہیں کہ ماں باپ دونوں ہی کولہو کے بیل کی طرح صبح سے رات تک کام کر کے اپنی اور اپنے بچوں کی دو وقت کی روٹی مشکل سے حاصل کر پاتے ہیں۔ شام ڈھلے یا رات گئے گھر کو لوٹ آنے والے اس حد تک خستہ و درماندہ ہو چکے ہوتے ہیں کہ بچوں کی شکلوں کی طرف دیکھنے کی بھی انہیں ہمت و فرصت نہیں ہوتی چہ جائیکہ وہ ان کی تربیت اور آرائش اخلاق کی طرف متوجہ ہوں۔ ایسی صورتحال میں الٰہی اقدار کی طرف توجہ اور ان کا فروغ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ آج ملت اسلامی پر مادی و معنوی فقر لد چکا ہے۔ جب کہ دوسری قومیں اس حد تک گرفتار شوی روزگار نہیں ہیں۔ ان کے پاس وقت ہے، سرمایہ ہے، فرصت اور تحقیق کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ ایسے میں مسلم اقوام کو خدا ناشناسی کے اس دور میں

الٰہی فکروں کے احیا کے لئے ان تمام منابع کی طرف توجہ کرنی چاہئے جن کی طرف توجہ اساسی اور حیاتیاتی اہمیت کی حامل ہے۔ ان منابع میں قرآن و حدیث نبوی کے بعد سرفہرست "نہج البلاغہ" کے وہ ایمان افروز خطبے ہیں جو امیر المؤمنین حضرت علی نے باب مدینۃ العلم کے عنوان سے دنیا کے سامنے پیش کئے اور یہ معادن علم رہتی دنیا تک مسلمانوں ہی کے لئے نہیں عالم بشریت کے لئے انقلابی فکر، تحرک، خداشناسی، اخلاقیات، قواعد معاشرت و حکومت، علم و تعلم کے سرچشمے کے طور پر انسانی فلاح کی تمام اقدار کو روشن اور منور کرتے رہیں گے۔

یہ خطبات معاشرے میں خداشناسی اور معارف الٰہیہ کی ترویج و احیا میں مددگار و معاون ہوں گے اور اگر ان خطبات کو مختلف سطوح پر تعلیمی نصاب میں شامل کرلیا جائے تو اس سے ملکی سطح پر ایسا فکری اور معاشرتی انقلاب آ سکتا ہے کہ مثبت اسلامی اور اخلاقی اقدار کا احیا اور ہر قسم کے جرائم کی بیخ کنی ہوجائے گی اور انسانی رویوں میں سدھار آ جائے گا۔ علما، دانشوروں، خطیبوں، اہل قلم اور شعرا و ادبا کے لئے تو یہ خطبے نسخۂ اکسیر ہیں۔ یہ ان کے کلام اور بیان میں وہ ندرت، زور اور صداقت پیدا کریں گے جو معاشرے کی عمومی فلاح کی ضمانت ہوگی۔ حکام اور مقتدر شخصیات کے علاوہ صحافیوں، عدلیہ کے معزز ارکان اور بیوروکریسی کے لئے بھی ان کا مطالعہ نفع بخش ہوگا کیونکہ خدا کی معرفت ہی تمام انسانی اعمال کا مدار و محور ہے۔

حق اور حقیقت کے متلاشی جانتے ہیں کہ توحید کائنات کی سب سے عظیم اور اٹل حقیقت ہے۔ ابتدائے آفرینش ہی سے تمام مخلوقات اسی کی جستجو میں سرگرداں رہی ہیں۔ یہ تلاش انسانی فطرت کے اندر ودیعت کی گئی ہے اور اسی لئے اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ **کل مولود یولد علی الاسلام** یعنی تمام کے تمام مولود فطری طور پر اسلام ہی پر ہوتے ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین توحیدی پیغام لے کر مبعوث ہوئے اور تمام ادیان کی ابتدائی شکل توحید ہی پر مبنی تھی جسے بعد میں ان کے پیروکاروں نے شرک و بدعت کی آمیزش کرکے بدہیئت کردیا۔ کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تو کہیں ان کی والدہ ماجدہ کو خدا کا ہمسر قرار دے کر تثلیث کا عقیدہ ایجاد کیا گیا۔

ادیان عالم سے بھی پہلے توحید کا تصور قرآن کے مطابق انسان کی خلقت سے پہلے اس کے وجدان میں ودیعت کردیا گیا تھا۔ اسی لئے انسان فطرتاً خدا جو اور خدا پرست ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے: "**و اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھدھم علی انفسھم**

الست بربکم قالوا بلی شهدنا ان تقولوا یوم القیامة انا کنا عن هذا غافلین. او تقولوا انما اشرک اباؤنا من قبل و کنا ذریة من بعدهم افتهلکنا بما فعل المبطلون"۔ ترجمہ: اے رسول! وہ وقت یاد دلاؤ جب تمہارے پروردگار نے آدم کی اولاد کو پشتوں سے باہر نکال کر ان کی اولاد سے خود ان کے سامنے اقرار کرالیا اور پوچھا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، تو سب کے سب بولے ہاں کیوں نہیں ہم اس کے گواہ ہیں۔ یہ ہم نے اس لئے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں تم قیامت کے دن بول اٹھو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے یا یہ کہہ دو کہ (ہم کیا کریں) ہمارے تو باپ داداؤں ہی نے پہلے شرک کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے کہ ان کے بعد (دنیا میں آئے) تو کیا تو ہمیں ان لوگوں کے جرم کی سزا میں ہلاک کرے گا جو پہلے ہی باطل کر چکے تھے؟

یہ عالم بشریت کی توحید شناسی سے متعلق ابتدائی Back feeding یا تغذیہ معتویہ ہے جو روز الست کو انجام پایا اور اسی کی بنیاد پر انسان دنیا میں زندگی بھر اپنے خدا یعنی خالق کی تلاش میں سرگردان رہتا ہے اور اسی تلاش کی راہیں طے کرتے ہوئے کمال کی جانب بڑھتا چلا جاتا ہے۔ گویا نقطۂ کمال مطلق ذات خداوند تعالی ہے جس کو پا لینے کی وہ زندگی بھر جستجو اور سعی کرتا ہوا ارتقائی مدارج طے کرتا چلا جاتا ہے اور انسانی زندگی کی یہی منہاج اور روش ہے۔ حدیث کے مطابق: کل مولود و یولد علی فطرة الاسلام" ہر انسان دنیا میں آتا ہے تو وہ اسلام ہی کی فطرت پر ہوتا ہے جب کہ ماحول یا گھرانہ اسے نصرانی، یہودی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ گویا خداپرستی اور توحید شناسی اللہ کی طرف سے اور گمراہی اور کجروی ماحول کی عطا کردہ ہے اور چونکہ خدا نے اجمالاً فطرت میں انسان کو توحیدی بنایا ہے لہذا قیامت کے دن کسی نفس کی خدا پر حجت نہیں ہوگی بلکہ خدا کی حجت سب پر قائم ہوگی۔ توحید چونکہ کائنات میں سب سے اہم موضوع ہے اس لئے انسان کی فطرت میں اسے ودیعت کر دیا گیا ہے۔ مگر توحید شناسی اور معرفت خدا کا حق ادا کرنا مخلوق اول ہی کا حصہ ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ "ما عرف الله الا انا و علی و ما عرفنی الا الله و علی و ماعرف علی الا الله و انا[1] خدا کو کسی نے نہیں پہچانا مگر میں نے اور علی نے اور مجھے کسی نے نہیں پہچانا مگر اللہ اور علی نے اور علی کو کسی نے نہیں پہچانا سوائے اللہ اور میرے۔

۱- موضوعة الامام علی ابن ابی طالب، ج۸، ص ۵۰

قرآن معرفت خدا کا حقیقی سرچشمہ ہے

عقائد کے نقطۂ نظر سے قرآن کے بیشتر مفاہیم و مطالب توحید سے متعلق ہیں، بلکہ اس کا سورۂ اخلاص تو انہیں مطالب سے مختص ہے۔ چنانچہ اس کی تلاوت کا ثواب ایک تہائی قرآن کی تلاوت کے ثواب کے برابر ہے۔ تمام کے تمام پیغمبر دنیا میں خداشناسی اور معرفت عقیدۂ توحید کے لئے مبعوث ہوئے اور انھوں نے "قولوا لا اله الا الله تفلحوا" کا پیغام عام کیا۔ یعنی لا اله الا الله کہو اور فلاح پاجاؤ۔ گویا فلاح انسانیت عقیدۂ توحید میں مضمر ہے۔ قرآن کا پہلا سورہ حمد معرفت خدا سے انسان کو سرشار کردیتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں جگہ جگہ شرک اور مشرکین کی مذمت اور توحید کا وصف آیا ہے۔

کلمہ توحید کی عظمت

تمام کے تمام اعمال میں ریا کا شائبہ ہوسکتا ہے مگر کلمہ "لا اله الا الله" مومن کے قلب کی گہرائی سے نکلتا اور عمل کا یہ حصہ براہ راست بلند ہوتا ہے جب کہ باقی تمام اعمال فرشتوں کے ذریعے مرتفع ہوتے ہیں اور اس کی دلیل یہ قول خدا ہے کہ "و الیه یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعه"[۱] اور اس کی بارگاہ تک اچھی باتیں (کلمہ لا الہ الا اللہ) بلند ہوکر پہنچتی ہیں اور اچھے کاموں کو وہ خود بلند فرماتا ہے۔

توحیدی تصورات اور ادعیہ اہل بیت رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

توحیدی تصورات کا ایک اور عظیم الشان سرچشمہ اہل بیت رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کے مختلف مجموعے ہیں جن میں سرفہرست ''صحیفۂ علویہ'' اور ''صحیفۂ سجادیہ'' ہیں۔ ان دعاؤں میں خداوند تبارک و تعالی کی حمد و ثنا اور اس کی صفات کے ایسے بیان موجود ہیں جو انسان کو توحیدی تصورات اور معرفت ربانی سے سرشار کردیتے ہیں۔ وہ خدا کی حمد ویسے ہی کرتے ہیں جیسی کہ خود خدا نے بیان کی ہے اور جس کے وہ لائق اور سزاوار ہے۔

یہ معرفت خدا اور توحید کے وہ زلال و شفاف سرچشمے ہیں جن سے معارف الہیہ کے پیاسے صدیوں سے سیراب ہوتے رہے ہیں اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔

۱۔ سورۂ فاطر، آیت ۱۰

علوم و معارف نہج البلاغہ

نہج البلاغہ کے مترجم حجۃ الاسلام مفتی جعفر حسین مرحوم کتاب کے مقدمے میں اس کا تعارف کچھ اس انداز میں کراتے ہیں: نہج البلاغہ علوم و معارف کا وہ گران بہار سرمایہ ہے جس کی اہمیت و عظمت ہر دور میں مسلم رہی ہے اور ہر عہد کے علما و ادبا نے اس کی بلند پائیگی کا زندہ معجزہ موجود ہے مگر اسے اپنے قائل کی عظمت و جلالت اور اعجازی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے انسانی کلام کے مقابلے میں نہیں لایا جاسکتا۔ اسی طرح پیغمبرؐ کے اقوال و ارشادات اگرچہ معنوی لحاظ سے وسیع اور ہمہ گیر ہیں مگر لفظی اعتبار سے وہ اختصار بداماں ہیں۔ چنانچہ پیغمبر اکرم کا ارشاد "اتیت جوامع الکلم" اس کا شاہد ہے کہ آپ کم سے کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ مطالب سمیٹ لیتے تھے۔ اسی لئے آپ کے خطب و مکاتیب مختصر ہوتے تھے۔

یہ باب مدینۃ العلم ہی کی ذات تھی جس نے علم و حکمت کے بند دروازے کھولے، نطق و فصاحت کے پرچم لہرائے اور علمی ذوق کو پھر سے زندہ کیا۔ باوجودیکہ آپ کا دور سکون و اطمینان سے یکسر خالی تھا اور ہوس اقتدار کی فتنہ سامانیوں نے اسے اپنی جولا نگاہ بنا رکھا تھا مگر ان رات دن کی لڑائیوں، چپقلشوں کے باوجود آپ نشر علوم و معارف کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ آپ نے کبھی تلوار کی جھنکار اور خون کی بارش میں علم و حکمت کے رموز بتائے اور کبھی ذہنی الجھاؤ اور افکار کے ہجوم میں ارشاد و ہدایت کے فرائض سرانجام دیئے۔ چنانچہ اس مجموعہ کے خطب و مکاتیب میں دو چار خطبوں اور ایک آدھ خط کے علاوہ تمام تحریریں اسی دور کی تخلیق ہیں کہ جب آپ ظاہری خلافت پر ایک دن بھی اطمینان و دلجمعی سے نہ بیٹھ سکے تھے۔ یہ بلاغت کے رگ و پے میں سرایت کر جانے کا نتیجہ ہے کہ اس انتشار اور پراگندگی خاطر کے باوجود نہ کلام میں انتشار و برہمی پیدا ہوئی، نہ عبارت کے تسلسل و ہم آہنگی میں فرق آنے پایا، یہی نہیں بلکہ ہر موقع پر اسلوب بیان کی ایک رنگی اپنے خصوصی امتیازات کے ساتھ برقرار رہتی ہے۔

امیر المؤمنین نے علمی حقائق کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ علم کے نشو ونما میں بھی پورا حصہ لیا اور عربی نثر کو نہ صرف حد کمال تک پہنچایا بلکہ فلسفیانہ نظر و فکر کو ادبی لطافتوں میں سمو کر ایک نئے طرز تحریر کی داغ بیل ڈالی، جس کی اس زمانہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ فلسفہ و حکمت کے حقائق اور الٰہیات کے

دقیق مسائل کو اس طرح بیان کرنا کہ کلام کی بلاغت، بیان کی ندرت اور طرز ادا کی لطافت میں کہیں جھول نہ آئے بہت دشوار ہے، کیونکہ ہر فن کا ایک خاص لب و لہجہ، خاص پیرایہ اور خاص طریقہ بیان ہوتا ہے اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ علمی مطالب میں نہ بلیغانہ تعبیرات کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ ان میں اعلیٰ معیار بلاغت کو باقی رکھا جاسکتا ہے، کیونکہ ٹھوس حقائق کی وادی میں بلاغت کو ڈھونڈھنا بیکار ہے فقہی عبارتیں کلام و جدل کی تحریریں اور علمی وفنی تعبیریں اسلوب بلاغت سے میل نہیں کھاتیں۔

اہل فن کے ذہنوں میں جو مخصوص تعبیرات محفوظ ہوتی ہیں وہ انہی کو دہرانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ اگر اپنے بیان میں شعریت لانا بھی چاہیں تو ہر پھر کے وہی الفاظ اور وہی تعبیریں ہوں گی جو ان کی زبانوں پر چڑھ کر منجھ چکی ہیں، لیکن امیر المومنین کے کلام کی یہ نمایاں خصوصیت ہے کہ اس میں ادب کی سحرانگیزی اور علم وحکمت کی باریک نگاہی دونوں جمع ہوگئی ہیں اور کسی پہلو میں بھی کمزوری کا شائبہ تک نہیں آنے پاتا۔ حضرت علی ابن ابی طالبؑ وہ پہلے مفکر اسلام ہیں جنہوں نے خداوند عالم کی توحید اور اس کے صفات پر عقلی نقطہ نظر سے بحث کی ہے اور اس سلسلہ میں جو خطبات ارشاد فرمائے ہیں وہ علم الٰہیات میں نقش اول بھی ہیں اور حرف آخر بھی۔ ان کی بلند نظری و معنی آفرینی کے سامنے حکما و متکلمین کی ذہنی رسائیاں ٹھٹک کر رہ جاتی ہیں اور نکتہ رس طبیعتوں کو عجز و نارسائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ یوں تو مخلوقات کی نیرنگیوں سے خالق کی صنعت آفرینیوں پر استدلال کیا ہی جاتا ہے لیکن جس طرح امیر المومنین مولائے کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی اور پست سے پست مخلوق میں نقاش فطرت کی نقش آرائیوں کی تصویر کھینچ کر صانع کے کمال صنعت اور اس کی قدرت و حکمت پر دلیل قائم کرتے ہیں وہ ندرت بیان اور اعجاز کلامی میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

ان خطبات و نگارشات میں جہاں مابعد الطبیعاتی و نفسیاتی مسائل کے علاوہ اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اصول، عدل و دادخواہی کے حدود، حرب و ضرب کے ضوابط اور عمال و محصلین زکوٰۃ کے لئے ہدایات نمایاں حیثیت رکھتی ہیں، وہاں ایک ایسا مکمل و جامع دستور حکومت بھی ان صفحات کی زینت ہے جس کی افادیت اس ترقی یافتہ دور میں بھی مسلم ہے کہ جب سیاست مدنی کے اصول اور جمہوری اور غیر جمہوری حکومتوں کے آئین منضبط ہو چکے ہیں۔ یہ صرف نظریاتی چیز نہیں بلکہ ایک عملی لائحہ ہے، جس پر مسلمانان عالم بڑی آسانی سے عمل پیرا ہو کر دنیوی واخروی ارتقا کے اعلیٰ مدارج تک پہنچ سکتے ہیں۔

نہج البلاغہ میں جہاں ترک دنیا کی تعلیم ہے اس سے رہبانیت قطعاً مراد نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ

انسان دنیوی سرور سامان پر بھروسہ نہ کر بیٹھے کہ یہ صبح ہے تو شام نہیں اور شام ہے تو صبح نہیں اور اس کی کامرانیوں اور دلفریبیوں میں کھو کر حیات بعد الممات سے غافل نہ ہو جائے۔ یہ مقصد نہیں کہ اس کی نعمتوں اور آسائشوں سے کلیۃ دستبردار ہو جائے۔ وہ انہیں حد اعتدال میں استعمال کر سکتا ہے۔

نہج البلاغہ اخلاقی تعلیمات کا سرچشمہ ہے اس کے مختصر جملے اور ضرب الامثال اخلاقی شائستگی، خود اعتمادی، حق گوئی اور حقیقت شناسی کا بہترین درس دیتی ہے۔ اس کے ہر ہر فقرہ میں قرآن و حدیث کی روح اور اسلام کی صحیح تعلیم مضمر ہے۔ کیونکہ بقول شاعر:

علی ہیں قاری قرآں حقیقت میں مگر قرآں ہوا یہ راز بھی ہم پر عیاں نہج البلاغہ میں

رہے گا سلسلہ عرفان کا جاری قیامت تک کہ ہر خطبہ ہے بحر بے کراں نہج البلاغہ میں

ذیل میں ہم نے نہج البلاغہ سے چند ایسے خطبوں کا انتخاب پیش کیا ہے جو خدا شناسی اور معرفت توحید کے سرچشمے اور مرقعات ہیں اور حق و حقیقت کے آئینہ دار یہ خطبے ہر دور سے زیادہ اس دور کے لوگوں کے لئے حیاتیاتی اہمیت کے حامل ہیں جس میں خداشناسی کے فقدان کی بنا ر ہر طرف خون بہہ رہا ہے۔ مذہب کی غلط توجیہات اور تاویلات سامنے آرہی ہیں۔ انسانی حقوق کا کوئی تصور نہیں رہا چونکہ انسان اور خدا کے درمیان رابطہ دن بدن کمزور اور ضعیف ہوتا چلا جا رہا ہے۔

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے، نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں، اور نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس کے کمال ذات کی کوئی حد نہیں۔ نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں، نہ اس کی ابتدا کے لئے کوئی وقت ہے جسے شمار میں لایا جا سکے نہ اس کی کوئی مدت ہے جو کہیں پر ختم ہو۔

دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے، کمال معرفت اس کی تصدیق ہے، کمال تصدیق توحید ہے، مال توحید تنزیہ و اخلاص ہے اور کمال تنزیہ و اخلاص یہ ہے کہ اس سے صفتوں کی نفی کی جائے، کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔ لہذا جس نے ذات الٰہی کے علاوہ صفات مانے اس نے ذات کا ایک دوسرا ساتھی مان لیا اور جس نے اس کی ذات کا کوئی اور ساتھی مانا اس نے دوئی پیدا کی جس نے دوئی پیدا کی اس نے اس کے لئے جز بنا ڈالا اور جو اس کے لئے اجزا کا قائل ہوا وہ اس سے بے خبر رہا، اور جو اس سے بے خبر

رہا اس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اور جس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اس نے اس کی حد بندی چیز میں کر دی اور جو اسے محدود سمجھا وہ اسے دوسری چیزوں کی قطار میں لے آیا جس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز میں ہے اس نے اسے کسی شے کے ضمن میں فرض کر لیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کسی چیز پر ہے اس نے اور جگہیں اس سے خالی سمجھ لیں، وہ ہے، ہوا نہیں، موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا۔ وہ ہر شے کے ساتھ ہے، نہ جسمانی اتصال کی طرح، وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے نہ جسمانی دوری کے طور پر، وہ فاعل ہے، لیکن حرکات و آفات کا محتاج نہیں۔ وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی۔ وہ یگانہ ہے اس لئے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے کہ جس سے وہ مانوس ہو اور اسے کھو کر پریشان ہو جائے۔ اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا بغیر کسی فکر کی جولانی کے اور بغیر کسی تجربہ کے جس سے فائدہ اٹھانے کی اسے ضرورت پڑی ہو اور بغیر کسی حرکت کے جسے اس نے پیدا کیا ہو اور بغیر کسی ولولہ اور جوش کے جس سے وہ بیتاب ہوا ہو۔ ہر چیز کو اس کے وقت کے حوالے کیا، بے جوڑ چیزوں میں توازن و ہم آہنگی پیدا کی، ہر چیز کو جداگانہ طبیعت و مزاج کا حامل بنایا۔

خدا کی جو ذات ہے وہی صفت ہے اور جو صفت ہے وہی ذات ہے۔ ہمارا خدائے بزرگ و برتر ہمیشہ سے عین علم رہا حالانکہ معلوم ابھی کتم عدم میں تھا اور عین سمع و بصر رہا حالانکہ نہ کسی آواز کی گونج بلند ہوئی تھی اور نہ کوئی دکھائی دینے والی چیز تھی، اور عین قدرت رہا حالانکہ قدرت کے اثرات قبول کرنے والی کوئی شے نہ تھی۔ پھر جب اس نے ان چیزوں کو پیدا کیا اور معلوم کا وجود ہوا تو اس کا علم معلومات پر پوری طرح منطبق ہوا خواہ وہ سنی جانے والی صدائیں ہوں یا دیکھی جانے والی چیزیں ہوں اور مقدور کے تعلق سے اس کی قدرت نمایاں ہوئی ہے۔[1]

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں میں اترا ہوا ہے۔ اس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتہ دیتی ہیں گو دیکھنے والے کی آنکھ سے وہ نظر نہیں آتا۔ پھر بھی دیکھنے والی آنکھ اس کا انکار نہیں کر سکتی اور جس نے اس کا اقرار کیا اس کا دل اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ وہ اتنا بلند اور قریب سے قریب ہے کہ کوئی شے اس سے قریب تر نہیں ہے نہ اس کی بلندی نے اسے مخلوقات سے دور کر دیا ہے اور نہ اس کے قریب ہونے نے اسے دوسروں کی سطح پر لا کر

۱- خطبہ ۱، ص ۵۱

ان کے برابر کردیا ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی صفتوں کی حد و نہایت پر مطلع نہیں کیا اور ضروری مقدار میں معرفت حاصل کرنے کے لئے ان کے آگے پردے بھی حائل نہیں کئے۔ وہ ذات ایسی ہے کہ جس کے وجود کے نشانات اس طرح کی شہادت دیتے ہیں کہ زبان سے انکار کرنے والے کا دل بھی اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ ان لوگوں کی باتوں سے بہت بلند و برتر ہے جو مخلوقات سے اس کی تشبیہ دیتے ہیں، اور اس کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔۱

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی ایک صفت سے دوسری صفت کو تقدم نہیں کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور ظاہر ہونے سے پہلے باطن رہا ہو۔ اللہ کے علاوہ جسے بھی ایک کہا جائے گا، وہ قلت و کمی میں ہوگا۔ اس کے سوا ہر باعزت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز اور ہر مالک مملوک اور ہر جاننے والا سیکھنے والے کی منزل میں ہے۔ اس کے علاوہ ہر قدرت و تسلط والا کبھی قادر ہوتا ہے، اور کبھی عاجز اور اس کے علاوہ ہر سننے والا خفیف آوازوں کے سننے سے قاصر ہوتا ہے اور اونچی اور گرجدار آوازیں اپنی گونج سے اسے بہرہ کردیتی ہیں اور دور کی آوازیں اس تک نہیں پہنچتی ہیں، اور اس کے ماسوا ہر دیکھنے والا مخفی رنگوں اور لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہوتا ہے۔ کوئی ظاہر اس کے علاوہ باطن نہیں ہوسکتا اور کوئی باطن اس کے سوا ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس لئے نہیں پیدا کیا کہ وہ اپنے اقتدار کی بنیادوں کو مستحکم کرے یا زمانے کے عواقب و نتائج سے اسے کوئی خطرہ تھا۔ یا کسی برابر والے کے حملہ آور ہونے یا کثرت پر اترانے والے شریک یا بلندی میں ٹکرانے والے مدمقابل کے خلاف اسے مدد حاصل کرنی تھی بلکہ یہ ساری مخلوقات بندگی کا درجہ رکھتی ہیں۔

وہ دوسری چیزوں میں سمایا ہوا نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان کے اندر ہے اور نہ ان چیزوں سے دور ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہے۔ ایجاد خلق اور تدبیر عالم نے اسے خستہ و درماندہ نہیں کیا، اور نہ (حسب منشا) چیزوں کے پیدا کرنے سے عجز اسے دامن گیر ہوا ہے، اور نہ اسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں شبہ لاحق ہوا ہے۔ بلکہ اس کے فیصلے مضبوط، علم محکم، اور احکام قطعی ہیں۔ مصیبت کے وقت بھی اسی کی آس رہتی ہے اور نعمت کے وقت بھی اس کا ڈر لگا رہتا ہے۔۲

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا و لاشریک ہے۔ وہ اول ہے اس طرح کہ اس سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ وہ آخر ہے یوں کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی کسی صفت سے

۱- خطبہ ۴۹، ص ۱۷۶ ۲- خطبہ ۶۳، ص ۱۹۰

وہم و گمان باخبر نہیں ہوسکتے اور نہ اس کی کسی کیفیت میں دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے، نہ اس کے اجزا ہیں کہ ان کا تجزیہ کیا جاسکے اور نہ قلب و چشم اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔

خدا کے بندو! مفید عبرتوں سے پند و نصیحت اور کھلی ہوئی دلیلوں سے عبرت حاصل کرو اور مؤثر خوف دہانیوں سے اثر لو، اور مواعظ و افکار سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ موت کے پنجے تم میں گڑ چکے ہیں اور تمہاری امید و آرزو کے تمام بندھن ایک دم ٹوٹ چکے ہیں۔ سختیاں تم پر ٹوٹ پڑی ہیں اور (موت کے) چشمہ پر کہ جہاں اترا جاتا ہے، تمہیں کھینچ کر لے جایا جارہا ہے، اور ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہوتا ہے، اور ایک شہادت دینے والا۔ ہنکانے والا اسے میدان حشر تک ہنکا کر لے جائے گا اور گواہ اس کے عملوں کی شہادت دے گا۔[1]

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو نظر آئے بغیر جانا پہچانا ہوا ہے اور سوچ بچار میں پڑے بغیر پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اس وقت بھی دائم و برقرار تھا جب کہ نہ برجوں والا آسمان تھا نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے، نہ اندھیری راتیں، نہ ٹھہرا ہوا سمندر نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ، نہ آڑی ترچھی پہاڑی راہیں اور نہ یہ بچھے ہوئے فرشوں والی زمین اور نہ کس بل رکھنے والی مخلوق تھی۔ وہی مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور ان کا وارث ہے اور کائنات کا معبود اور ان کا رازق ہے۔ سورج اور چاند اس کی منشا کے مطابق (ایک ڈھرے پہ) بڑھے جانے کی سرتوڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں جو ہر نئی چیز کو فرسودہ اور دور کی چیزوں کو قریب کردیتے ہیں۔ اس نے سب کو روزی بانٹ رکھی ہے۔ وہ سب کے عمل و کردار اور سانسوں کے شمار تک کو جانتا ہے۔ وہ چوری چھپی نظروں اور سینے کی مخفی نیتوں اور صلب میں ان کے ٹھکانوں اور شکم میں ان کے سونپے جانے کی جگہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، یہاں تک کہ ان کی عمریں اپنی حد و انتہا کو پہنچ جائیں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ رحمت کی وسعتوں کے باوجود اس کا عذاب دشمنوں پر سخت ہے، اور عذاب کی سختیوں کے باوجود دوستوں کے لئے اس کی رحمت وسیع ہے۔ جو اسے دبانا چاہے اس پر قابو پالینے والا، اور جو اس سے ٹکر لینا چاہے اسے تباہ و برباد کرنے والا اور جو اس کی مخالفت کرے اسے رسوا و ذلیل کرنے والا، اور جو اس سے دشمنی برتے اس پر غلبہ پانے والا ہے۔ جو اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہوجاتا ہے اور جو کوئی اس سے مانگتا ہے اسے دے دیتا ہے، اور جو اسے قرضہ دیتا ہے۔ یعنی اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ

۱- خطبہ ۸۳، ص ۲۲۴

اسے ادا کرتا ہے، جو شکر کرتا ہے، اسے بدلہ دیتا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنے نفسوں کو تولے جانے سے پہلے تول لو، اور محاسبہ کئے جانے سے قبل خود اپنا محاسبہ کرلو، گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو اور سختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ، اور یاد رکھو کہ جسے اپنے نفس کے لئے یہ توفیق نہ ہو کہ وہ خود اپنے کو وعظ و پند کرے اور برائیوں پر متنبہ کردے تو پھر کسی اور کی بھی پند و توبیخ اس پر اثر نہیں کرسکتی۔[1]

یہ خطبہ اشباح کے نام سے مشہور ہے اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے بلند پایہ خطبوں میں شمار ہوتا ہے اور اسے ایک سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا جس نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ خلاق عالم کی صفات کو اس طرح بیان فرمائیں کہ ایسا معلوم ہو جیسے ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت غضب ناک ہوگئے اور فرمایا:

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو فیض و عطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہوجاتا اور جود و عطا سے کبھی عاجز و قاصر نہیں ہوتا، اس لئے کہ اس کے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد و دہش سے کمی واقع ہوتی ہے اور ہاتھ روک لینے پر انہیں برا سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں کی تقسیم سے ممنون احسان بنانے والا ہے۔ ساری مخلوق اس کا کنبہ ہے۔ اس نے سب کے رزق کا ذمہ لیا ہے اور سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ اس نے اپنے خواہشمندوں اور اپنی نعمت کے طلب گاروں کے لئے راہ کھول دی ہے۔ وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا طلب و سوال کا ہاتھ بڑھنے پر۔ وہ ایسا اول ہے جس کے لئے کوئی قبل ہے ہی نہیں، کہ کوئی شے اس سے پہلے ہوسکے، اور ایسا آخر ہے جس کے لئے کوئی بعد ہے ہی نہیں تاکہ کوئی چیز اس کے بعد فرض کی جاسکے، وہ آنکھ کی پتلیوں کو (دور ہی سے) روک دینے والا ہے کہ وہ دے۔ یعنی خدا کو پاسکیں یا اس کی حقیقت معلوم کرسکیں۔ اس پر زمانہ کے مختلف دور نہیں گذرتے کہ اس کے حالات میں تغییر و تبدل پیدا ہو۔ وہ کسی جگہ میں نہیں ہے کہ اس کے لئے نقل و حرکت صحیح ہوسکے۔ اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ جنہیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اچھال دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنہیں دریاؤں کی سیپیاں کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اگل دیتی ہیں، بخش دے تو اس سے اس کے جود و عطا پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور نہ اس کی

۱- خطبہ ۸۸، ص ۲۳۶

دولت کا ذخیرہ اس سے ختم ہو سکتا ہے، اور اس کے پاس پھر بھی انعام و اکرام کے اتنے ذخیرے موجود رہیں گے جنہیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کر سکتی، اس لئے کہ وہ ایسا فیاض ہے، جسے سوالوں کا پورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا، اور گڑگڑا کر سوال کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہوا اصرار بخل پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

اے اللہ کی صفتوں کو دریافت کرنے والو دیکھو! کہ جن صفتوں کا تمہیں قرآن نے پتہ دیا ہے ان میں تم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نور ہدایت سے کسب ضیا کرتے رہو اور جو چیزیں کہ قرآن میں واجب نہیں اور نہ سنت پیغمبر و ائمہ ہدی میں ان کا نام و نشان ہے اور صرف شیطان نے اس کے جاننے کی تمہیں زحمت دی ہے اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو اور یہی تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے اور اس بات کو یاد رکھو کہ علم میں راسخ و پختہ لوگ وہی ہیں جو غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی ساری چیزوں کا اجمالی طور پر اقرار کرتے۔ اور ان پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کی تفسیر و تفصیل نہیں جانتے ہیں اور یہی اقرار انہیں غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں درانہ گھسنے سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے اور اللہ نے اس بات پر ان کی مدح کی ہے کہ جو چیز ان کے احاطۂ علم سے باہر ہوتی ہے وہ اس کی رسائی سے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کی حقیقت سے بحث کرنے کی تکلیف نہیں دی اس میں تعمق و کاوش کے ترک ہی کا نام رسوخ رکھا ہے۔ بس اسی پر اکتفا کرو اور اپنے عقل کے پیمانہ کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدود نہ بناؤ ورنہ تمہارا شمار ہلاک ہونے والوں میں قرار پائے گا۔

وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کے لئے وہم اپنے تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے ادھیڑبن سے آزاد ہو کر اس کی قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو اور دل اس کی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کے لئے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذات الٰہی کو جاننے کے لئے عقلوں کی جستجو و تلاش کی راہیں حد بیان سے زیادہ دور تک چلی گئی ہوں، تو اللہ اس وقت جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبور کر رہی ہوتی ہیں ان سب کو ناکامیوں کے ساتھ پلٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اس طرح منہ کی کھا کر پلٹتی ہیں، تو انہیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اس کی معرفت کی کھوج نہیں کی جا سکتی اور نہ فکر پیماؤں کے دلوں میں اس کی عزت کی تمکنت و جلال کا ذرا سا شائبہ آ سکتا ہے۔ وہ وہی ہے کہ جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اس کے کہ کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے کہ اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبود کی بنائی

ہوئی چیزوں کا چہرہ اتارتا۔ اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطہ سے کہ جن میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار منہ سے بول رہے ہیں، اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رکنے تھمنے میں اس کے سہارے کی محتاج ہے ہمیں وہ چیزیں دکھائی ہیں کہ جنھوں نے قہراً دلیل قائم ہوجانے کے دباؤں سے اس کی معرفت کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے، اور اس کی پیدا کردہ عجیب و غریب چیزوں میں اس کی کاریگری کے نقش و نگار اور حکمت کے آثار نمایاں اور واضح ہیں۔ چنانچہ ہر مخلوق اس کی ایک حجت اور ایک برہان بن گئی ہے۔ چاہے وہ خاموش مخلوق ہو مگر اللہ کی تدبیر و کارسازی کی ایک بولتی ہوئی دلیل ہے اور ہستی صانع کی طرف اس کی رہنمائی ثابت و برقرار ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری ہی مخلوق سے ان کے اعضا کے الگ الگ ہونے اور تیری حکمت کی کارسازیوں سے گوشت و پوست میں ڈھکے ہوئے ان کے جوڑوں کے سروں کے ملنے میں تشبیہ دی، اس نے اپنے چھپے ہوئے ضمیر کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا اور اس کے دل کو یہ یقین چھو کر بھی نہیں گیا کہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ گویا اس نے پیروکاروں کا یہ قول نہیں سنا جو اپنے مقتداؤں سے بیزاری چاہتے ہوئے یہ کہیں گے کہ "خدا کی قسم! ہم تو قطعاً ایک کھلی ہوئی گمراہی میں تھے کہ جب ہم سارے جہاں کے پالنے والے کے برابر تمہیں ٹھہرایا کرتے تھے، وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے وہم میں تجھ پر مخلوقات کی صفتیں جڑ دیتے ہیں، اور اپنے خیال میں اس طرح تیرے حصے بخرے کرتے ہیں جس طرح مجسم چیزوں کے جوڑ بند الگ الگ کئے جاتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوجھ بوجھ کے مطابق تجھے مختلف قوتوں والی مخلوقات پر قیاس کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوقات میں سے کسی کے برابر جانا اس نے تیرا ہمسر بنا ڈالا، اور تیرا ہمسر بنانے والا تیری کتاب کی محکم آیتوں کے مضامین اور ان حقائق کا جنہیں تیری طرف کے روشن دلائل واضح کر رہے ہیں، منکر ہے۔ تو وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حد میں گھر نہیں سکتا کہ ان کی سوچ بچار کی زد پر آ کر کیفیات کو قبول کرے اور نہ ان کے غور و فکر کی جولانیوں میں تیری ذات سمائی ہے کہ تو محدود ہو کر ان کے فکری تصرفات کا پابند بن جائے۔

اس نے جو چیزیں پیدا کیں ان کا ایک اندازہ رکھا مضبوط و مستحکم، اور ان کا انتظام کیا عمدہ و پاکیزہ، اور انہیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں اور نہ انھوں نے منزل منتہا تک پہنچنے میں کوتاہی کی۔ جب انہیں اللہ کے ارادے پر چل پڑنے کا حکم

دیا گیا، تو انھوں نے سرتابی نہیں کی اور وہ ایسا کر ہی کیونکر سکتی تھیں جب کہ تمام امور اسی کی مشیت و ارادہ سے صادر ہوئے ہیں۔ وہ گوناگوں چیزوں کا موجد ہے بغیر کسی سوچ بچار کی طرف رجوع کئے اور بغیر طبیعت کی کسی جولانی کے کہ جسے دل میں چھپائے ہو اور بغیر کسی تجربہ کے کہ جو زمانہ کے حوادث سے حاصل کیا ہو اور بغیر کسی شریک کے کہ جو ان عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اس کا معین و مددگار رہا ہو، چنانچہ مخلوق بن بنا کر مکمل ہوگئی اور اس نے اللہ کی اطاعت کے سامنے سر جھکا دیا اور فوراً اس کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے بڑھی۔ اسے اس کے راستے میں نہ کسی دیر کرنے والے کی سی سست رفتاری دامن گیر ہوئی اور نہ کسی حیل و حجت کرنے والے کی سی سستی اور ڈھیل حائل ہوئی۔ اس نے ان چیزوں میں ہم رنگی ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے (بدنوں سے) جوڑ دیئے اور انہیں مختلف جنسوں پر بانٹ دیا جو اپنی حدوں، اندازوں، طبیعتوں اور صورتوں میں جدا جدا ہیں۔ یہ تو ایجاد مخلوق ہے کہ جس کی ساخت اس نے مضبوط کی ہے اور اپنے ارادے کے مطابق اسے بنایا اور ایجاد کیا۔

اسی خطبے کا ایک جز آسمان کے وصف میں ہے: اس نے بغیر کسی چیز سے وابستہ کئے آسمان کے شگافوں کے نشیب و فراز کو مرتب کردیا اور اس کی دراڑوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا اور اس کے احکام کو لے کر اترنے والوں اور خلق کے اعمال کو لے کر چڑھنے والوں کے لئے اس کی بلندیوں کی دشوار گذاری کو آسان کردیا۔ ابھی وہ آسمان دھوئیں ہی کی شکل میں تھے، کہ اللہ نے انہیں پکارا تو (فوراً) ان کے تسموں کے رشتے آپس میں متصل ہوگئے۔ اس نے ان کے بند دروازوں کو بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے سوراخوں پر ٹوٹے ہوئے تاروں کے نگہبان کھڑے کردیئے تاکہ وہ انہیں اپنے زور سے روک دیں کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر ادھر نہ ہوجائیں، اور انہیں مامور کیا کہ وہ اس کے حکم کے سامنے سر جھکائے ہوئے اپنے مرکز پر ٹھہرے رہیں۔ اس نے فلک کے سورج کو دن کی روشن نشانی اور چاند کو رات کی دھندلی نشانی قرار دیا اور انہیں ان کی منزلوں پر چلایا اور ان کی گذرگاہوں میں ان کی رفتار مقرر کردی تاکہ ان کے ذریعہ سے شب و روز کی تمیز ہوسکے اور انہی کے اعتبار سے برسوں کی گنتی اور دوسرے حساب جانے جاسکیں، پھر اس نے آسمانی فضا میں اس فلک کو آویزاں کیا اور اس میں اس کی آرائش کے لئے ننھے ننھے موتیوں ایسے تارے اور چراغوں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے آویزاں کئے اور چوری چھپے کان لگانے والوں شیاطین پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے تیر چلائے اور ستاروں کو اپنے جبر و قہر سے ان کے

دھرے پر لگایا کہ کوئی ثابت رہے اور کوئی سیار۔ کبھی اتار ہو اور کبھی ابھار، اور کسی میں نحوست ہو اور کسی میں سعادت۔

پھر اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب و غریب مخلوق پیدا کی۔ ان سے آسمان کے وسیع راستوں کا گوشہ گوشہ بھر دیا اور اس کی فضا کی وسعتوں کا کونا کونا چھلکا دیا، اور ان وسیع اطراف کی پہنائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواریوں اور عظمت کے گہرے حجابوں اور بزرگی و جلال کے سرپردوں میں گونجتی ہیں اور اس گونج کے پیچھے جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں تجلیات نور کی اتنی فراوانیاں ہیں کہ نگاہوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ ناکام و نامراد ہو کر اپنی جگہ ٹھہری رہتی ہیں۔ اللہ نے ان فرشتوں کو جدا جدا صورتوں اور الگ الگ پیمانوں پر پیدا کیا ہے۔ وہ بال و پر رکھتے ہیں اور اس کے جلال و عزت کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور مخلوق میں جو اس کی صنعتیں اجاگر ہوئی ہیں انہیں اپنی طرف نسبت نہیں دیتے اور نہ یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسی شے کو پیدا کر سکتے ہیں کہ جس کے پیدا کرنے میں خداوند تعالیٰ منفرد و یکتا ہے، بلکہ وہ تو اس کے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے کہنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے کہنے پر چلتے ہیں۔ اللہ نے انہیں وہاں اپنی وحی کا امانتدار اور اپنے اوامر و نواہی کی امانتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی طرف بھیجا ہے اور شک و شبہات کے خدشوں سے انہیں محفوظ رکھا ہے۔ تو ان میں سے کوئی بھی اس کی رضا جوئی کی راہ سے کترانے والا نہیں، اور اس نے اپنی توفیق و اعانت سے ان کی دستگیری کی، اور خضوع و خشوع کی عجز و شکستگی سے ان کے دلوں کو ڈھانپ دیا، اور تسبیح و تقدیس کی سہولتوں کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے، اور اپنی توحید کے نشانوں پر ان کے لئے روشن مینار نصب کئے۔ نہ گناہوں کی گرانباریوں نے انہیں دبا رکھا ہے نہ شب و روز کی گردشوں نے ان پر سواری کے لئے پالان ڈالے ہیں، اور نہ شکوک و شبہات نے ان کے ایمان کے استحکام پر تیر چلائے ہیں اور نہ ان کے یقین کی پختگیوں پر ظنون و اوہام نے دھاوا بولا ہے، اور نہ ان کے درمیان کبھی کینہ و حسد کی چنگاریاں بھڑکی ہیں، اور نہ حیرانی و سراسیمگی ان کے دلوں میں سرایت کی ہوئی معرفت اور ان کے سینے کی تہوں میں جمی ہوئی عظمت خداوندی و ہیبت جلال الٰہی کو چھین سکی ہے، نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آز تیز کیا ہے کہ ان کے فکروں کو زنگ و تکدر سے آلودہ کر دیں۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے پیدا کردہ

بوجھل بادلوں اور اونچے پہاڑوں کی بلندیوں اور گھٹاٹوپ اندھیروں کی سیاہیوں کی صورتوں میں ہیں، اور ان میں کچھ وہ ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ کی حدوں کو چیر کر نکل گئے ہیں، تو وہ سفید جھنڈوں کے مانند ہیں جو فضا کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں اور ان پھریروں کے آخری سرے تک ایک ہلکی ہوا چل رہی ہے جو انہیں روکے ہوئے ہے۔ ان فرشتوں کو عبادت کی مشغولیت نے ہر چیز سے بے فکر بنادیا اور ایمان کے ٹھوس عقیدے ان کے لئے اللہ کی معرفت کا وسیلہ بن گئے ہیں اور یقین کامل نے اوروں سے ہٹا کر اسی سے ان کی لو لگادی ہے۔ اللہ کی طرف کی نعمتوں کے سوا کسی غیر کے عطا و انعام کی انہیں خواہش ہی نہیں ہوتی۔ انھوں نے معرفت کے شیریں مزے چکھے ہیں اور اس کی محبت کے سیراب کرنے والے جام سے سرشار ہیں، اور ان کے دلوں کی تہہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے۔ چنانچہ انھوں نے لمبی چوڑی عبادتوں سے اپنی سیدھی کمریں ٹیڑھی کرلی ہیں اور ہمہ وقت اسی کی طلب میں لگے رہنے کے باوجود ان کے تضرع و عاجزی کے ذخیرے ختم نہیں ہوتے اور قرب الٰہی کی بلندیوں کے باوجود خوف وخشوع کے پھندے ان کے گلے سے نہیں اترتے۔ نہ ان میں کبھی خود پسندی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے گذشتہ اعمال کا زیادہ خیال کرنے لگیں اور نہ جلال پروردگار کے سامنے ان کے عجز و انکسار نے یہ موقع آنے دیا ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا سمجھ سکیں۔ ان میں مسلسل تعب اٹھانے کے باوجود بھی سستی نہیں آنے پاتی اور نہ ان کی طلب و رغبت میں کبھی کمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ اپنے پالنے والے کی توقعات سے روگرداں ہوجائیں اور نہ مسلسل مناجاتوں سے ان کی زبان کی نوکیں خشک ہوتی ہیں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ دوسرے اشغال کی وجہ سے تضرع و زاری کی آوازوں کو دھیما ہی کرلیں اور نہ عبادت کی صفوں میں ان کے شانے آگے پیچھے ہوتے ہیں، اور نہ وہ آرام و راحت کی خاطر اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کرکے اپنی گردنوں کو ادھر سے ادھر کرتے ہیں، نہ ان کی کوششوں کے عزم پر غفلت کی نادانیاں حملہ آور ہوتی ہیں، اور نہ ان کی (بلند) ہمتوں میں فریب دینے والے وسوسوں کا گذر ہوتا ہے۔ انھوں نے احتیاج کے دن کے لئے صاحب عرش کو اپنا ذخیرہ بنا رکھا ہے اور جب دوسرے لوگ مخلوقات کی طرف اپنی خواہشوں کو لے کر بڑھتے ہیں تو یہ بس اسی سے لو لگاتے ہیں۔ وہ اس کی عبادت کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے۔ انہیں عبادت کا والہانہ شوق کسی اور طرف لے جانے کے بجائے ان کی قلبی امید و بیم کے انہیں سرچشموں کی طرف لے جاتا ہے، جن کے سوتے کبھی موقوف نہیں ہوتے۔ خوف کھانے کی وجوہ ختم نہیں ہوتیں کہ وہ اپنی کوششوں میں سستی

کریں اور نہ دنیا کی طمعوں نے انہیں جکڑ رکھا ہے کہ وہ دنیا کے لئے وقتی کوششوں کو اپنی اس جد و جہد پر ترجیح دیں اور نہ انھوں نے اپنے سابقہ اعمال کو کبھی بڑا سمجھا ہے اور اگر بڑا سمجھتے تو پھر امیدیں خوف خدا کے اندیشوں کو ان کے صفحۂ دل سے مٹا دیتیں، اور نہ شیطان کے ورغلانے سے ان میں باہم اپنے پروردگار کے متعلق کبھی کوئی اختلاف پیدا ہوا، اور نہ ایک دوسرے سے کٹنے اور بگاڑ پیدا کرنے کی وجہ سے پراگندہ و متفرق ہوئے اور نہ آپس میں حسد رکھنے کے سبب سے ان کے دلوں میں کینہ و بغض پیدا ہوا اور نہ شک و شبہات میں پڑنے کی وجہ سے تتر بتر ہوئے اور نہ پست ہمتوں نے ان پر کبھی قبضہ کیا۔ وہ ایمان کے پابند ہیں۔ انہیں اس کے بندھنوں سے کجی، روگردانی، سستی یا کاہلی نے کبھی نہیں چھڑایا۔ سطح آسمان پر خال کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی سجدہ کرنے والا فرشتہ یا تیزی سے تگ و دو کرنے والا ملک نہ ہو۔ پروردگار کی اطاعت کے بڑھنے سے ان کے علم میں زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور ان کے دلوں میں اس کی عزت کی عظمت و جلالت بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

اللہ نے زمین کو تہ و بالا ہونے والی مہیب لہروں اور بھر پور سمندروں کی اتھاہ گہرائیوں کے اوپر پاٹا جہاں موجیں موجوں سے ٹکرا کر تھپیڑے کھاتی تھیں اور لہریں لہروں کو دھکیل کر گونج اٹھتی تھیں اور اس طرح جھاگ دے رہی تھیں جس طرح مستی و ہیجان کے عالم میں نر اونٹ۔ چنانچہ اس متلاطم پانی کی طغیانیاں زمین کے بھاری بوجھ کے دباؤ سے فرو ہوگئیں اور جب اس نے اپنا سینہ اس پر ٹیک کر اسے روندا تو سارا جوش خروش ٹھنڈا پڑ گیا اور جب اپنے شانے ٹکا کر اس پر لوٹی، تو وہ ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ رام ہوگیا۔ کہاں تو اس کی موجیں دندنا رہی تھیں کہ اب عاجز و بے بس ہو کر تھم گیا، اور ذلت کی لگاموں میں اسیر ہو کر مطیع ہوگیا۔ اور زمین اس طوفان خیز پانی کے گہراؤ میں اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اس کے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور اور تکبر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سربلندی دکھانے کا خاتمہ کردیا اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر ٹھہر گیا، اور جست و خیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا۔ جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور و شور سکون پذیر ہوا اور اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا، تو اللہ نے اس کی ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کردیے جنہیں دور دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا اور

پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے اس کی حرکت میں اعتدال پیدا کیا۔ چنانچہ اس کی سطح کے مختلف حصوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہ میں گھس جانے اور اس کے ہموار حصوں کی بلندیوں اور پست سطحوں پر سوار ہو جانے کی وجہ سے اس کی تھرتھراہٹ جاتی رہی اور اللہ نے زمین سے لے کر فضائے بسیط تک پھیلاؤ اور وسعت رکھی اور اس میں رہنے والوں کے سانس لینے کو ہوا مہیا کی، اور اس میں بسنے والوں کو ان کی تمام ضروریات کے ساتھ ٹھہرایا۔ پھر اس نے چٹیل زمینوں کو جن کی بلندیوں تک نہ چشموں کا پانی پہنچ سکتا ہے اور نہ نہروں کے نالے وہاں تک پہنچنے کا ذریعہ رکھتے ہیں یونہی نہیں رہنے دیا، بلکہ ان کے لئے ہوا پر اٹھنے والی گھٹائیں پیدا کیں جو مردہ زمین میں زندگی کی لہریں دوڑا دیتی ہیں اور اس سے گھاس پات اگاتی ہیں۔ اس نے ابر کی بکھری ہوئی چمکیلی ٹکڑیوں اور پراگندہ بدلیوں کو ایک جا کر کے ابر محیط بنایا اور جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آ گئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انہیں موسلادھار برسنے کے لئے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اس کے پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برستے والے مینہ کی بوندیں اور ایکدم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسا رہی تھی۔ جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک دیا، تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا۔ زمین بھی اپنے مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جھومنے لگی اور ان شگوفوں کی اوڑھنیوں سے جو اسے اوڑھا دی گئی تھیں اور ان شگفتہ و شاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اسے پہنا دیئے گئے تھے، اترانے لگی۔ اللہ نے ان چیزوں کو لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپایوں کا رزق قرار دیا، اسی نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے، اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کے لئے روشنی کے مینار نصب کئے۔ جب اللہ نے فرش زمین بچھا لیا اور اپنا کام پورا کر لیا تو آدم علیہ السلام کو دوسری مخلوق کے مقابلے میں برگزیدہ ہونے کی وجہ سے منتخب کر لیا اور انہیں نوع انسانی کا فرد اول قرار دیا، اور انہیں اپنی جنت میں ٹھہرایا جہاں دل کھول کر ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا اور جس سے منع کرنا تھا اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا، اور یہ بتا دیا کہ اس کی طرف قدم بڑھانے میں عدول حکمی کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے، لیکن جس چیز سے انہیں

روکا تھا انھوں نے اسی کا رخ کیا جیسا کہ پہلے ہی سے ان کے علم میں تھا۔ چنانچہ توبہ کے بعد انہیں جنت سے نیچے اتار دیا تاکہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے اور ان کے ذریعے بندوں پر حجت پیش کرے۔ اللہ نے آدم کو اٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی ربوبیت کی دلیلوں کو مضبوط کرتی رہیں اور بندوں کے لئے اس کی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہا یہاں تک کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ وہ حجت پوری طرح تمام ہوگئی اور حجت پورا کرنا اور ڈرایا جانا اپنے نقطۂ اختتام کو پہنچ گیا۔

اس نے روزیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ کسی کے لئے انہیں زیادہ کیا ہے اور کسی کے لئے کم اور اس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی، اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا۔ اس طرح کہ اس نے جس جس صورت میں چاہا امتحان لیا رزق کی آسانی یا دشواری کے ساتھ مال دار اور فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا۔ پھر اس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اس کی سلامتیوں میں نت نئی آفتوں کے دغدغے اور فراخی و وسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم و غصہ کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔ اس نے زندگی کی مختلف مدتیں مقرر کی ہیں۔ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم۔ کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کر دیا ہے اور ان مدتوں کی رسیوں کی موت سے گرہ لگادی ہے اور وہ موت ان کو کھینچے لئے جاتی ہے اور ان کے مضبوط رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے۔

وہ بھید چھپانے والوں کی نیتوں، کھسر پھسر کرنے والوں کی سرگوشیوں مظنون اور بے بنیاد خیالوں، دل میں جمے ہوئے یقینی ارادوں، پلکوں کے نیچے نکھیوں کے اشاروں، دل کی تہوں اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور ان آوازوں کا سننے والا ہے جن کو کان لگا کر سننے کے لئے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے۔ وہ چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما بسر کرنے کے مقاموں سے آگاہ ہے اور پسر مردہ عورتوں کے درد بھرے نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ کا سننے والا ہے اور سبز پتیوں کے غلافوں کے اندر دو نیم خولوں میں پھلوں کے نشوونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کی کھوؤں اور وادیوں اور ان کے نشیبوں، وحشی جانوروں کی پناہ گاہوں اور درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں مچھروں کے سر چھپانے کے سوراخوں اور شاخوں میں پتیوں کے پھوٹنے کی جگہوں اور صلب کی گذرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اٹھنے

والے ابر کے ٹکڑوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ جمے ہوئے ابروں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے، اور ریگ بیابان کے ذرّے جنہیں بادبگولوں نے اپنے دامنوں سے اڑایا ہے اور وہ نشانات جنہیں بارشوں کے سیلابوں نے مٹا ڈالا ہے اس کے علم میں ہیں۔ وہ ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سربلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے طائروں کے نشیمنوں اور گھونسلوں کی اندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے اور جن چیزوں کو سیپیوں نے سمیٹ رکھا ہے اور جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلو کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اور جن کو رات کی تاریک چادروں نے ڈھانپ رکھا ہے اور جن پر دن کے سورج نے اپنی کرنوں سے نور بکھیرا ہے، اور جن پر کبھی ظلمت کی تہیں جم جاتی ہیں، اور کبھی نور کے دھارے بہہ نکلتے ہیں ان کو پہچانتا ہے۔ وہ ہر قدم کا نشان، ہر چیز کی حس و حرکت، ہر لفظ کی گونج، ہر ہونٹ کی جنبش، ہر جاندار کا ٹھکانہ، ہر ذرے کا وزن اور ہر جی دار کی سسکیوں کی آواز اور جو کچھ بھی اس زمین پر ہے، سب اس کے علم میں ہے۔ وہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے والا پتہ یا نطفے یا منجمد خون کا ٹھکانا اور لوتھڑا یا اس کے بعد بننے والی مخلوق اور پیدا ہونے والا بچہ ان چیزوں کے جاننے میں اسے کلفت و تعب اٹھانی نہیں پڑی اور نہ اسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ در پیش ہوئی اور نہ اسے احکام چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے سے سستی اور تھکن لاحق ہوئی بلکہ اس کا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اترا ہوا ہے اور ایک ایک چیز اس کے شمار میں ہے۔ اس کا عدل ہمہ گیر اور اس کا فضل سب کے شامل حال ہے اور اس کے ساتھ وہ اس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

اے خدا! تو ہی توصیف و ثنا اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے۔ اگر تجھ سے امیدیں باندھی جائیں، تو تو بہترین سرچشمہ امید ہے۔ تو نے مجھے ایسی قوت بیان بخشی ہے کہ جن سے میں تیرے علاوہ کسی کی مدح اور ستائش نہیں کرتا، اور میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا جو ناامیدیوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے مقامات ہیں میں نے اپنی زبان کو انسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثنا سے ہٹالیا ہے۔ بار الہا! ہر ثنا گستر کے لئے اپنے ممدوح پر انعام و اکرام اور عطا و بخشش پانے کا حق ہوتا ہے میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے۔ خدایا! یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے، جس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے منفرد مانا ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا۔

میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے۔ تیری ہی بخششوں اور کامرانیوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہوسکتا ہے اور اس کے فقر و فاقہ کو تیرا ہی جود و احسان سہارا دے سکتا ہے۔ ہمیں تو اپنی خوشنودیاں بخش دے اور دوسروں کی طرف دست طلب بڑھنے سے بے نیاز کردے۔ تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔[1]

تو نے تنہائی کی وحشتوں سے اکتا کر مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور نہ اپنے کسی فائدے کے پیش نظر ان سے اعمال کرائے۔ جسے تو گرفت میں لانا چاہے وہ تجھ سے آگے بڑھ کر جا نہیں سکتا اور جسے تو نے گرفت میں لے لیا، پھر وہ نکل نہیں سکتا۔ جو تیری مخالفت کرتا ہے، ایسا نہیں کہ وہ تیری فرمانروائی کو نقصان پہنچائے اور جو تیری اطاعت کرتا ہے، وہ ملک کی وسعتوں کو بڑھا نہیں دیتا اور جو تیری قضا و قدر پر بگڑ اٹھے، وہ تیرے امر کو رد نہیں کرسکتا اور جو تیرے حکم سے منہ موڑ لے، وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ ہر چھپی ہوئی چیز تیرے لئے ظاہر اور ہر غیب تیرے سامنے بے نقاب ہے۔ تو ابدی ہے جس کی کوئی حد نہیں اور تو ہی سب کی منزل منتہا ہے کہ جس سے کوئی گریز کی راہ نہیں اور تو ہی وعدہ گاہ ہے کہ تجھ سے چھٹکارا پانے کی کوئی جگہ نہیں مگر تیری ہی ذات۔ ہر راہ چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے اور ہر ذی روح کی بازگشت تیری طرف ہے۔ سبحان اللہ! یہ تیری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں کتنی عظیم الشان ہے اور تیری قدرت کے سامنے اس کی عظمت کتنی کم ہے اور یہ تیری بادشاہت جو ہماری نظروں کے سامنے ہے، کتنی پرشکوہ ہے۔ لیکن تیری اس سلطنت کے مقابلے میں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے، کتنی حقیر ہے اور دنیا میں یہ تیری نعمتیں کتنی کامل و ہمہ گیر ہیں مگر آخرت کی نعمتوں کے سامنے وہ کتنی مختصر ہیں۔

تو نے فرشتوں کو آسمانوں میں بسایا اور انہیں زمین کی سطح سے بلند رکھا۔ وہ سب مخلوق سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں، اور سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتے ہیں اور سب سے زیادہ تیرے مقرب ہیں۔ نہ وہ صلبوں میں ٹھہرے، نہ شکموں میں رکھے گئے، نہ ذلیل پانی (نطفہ) سے ان کی پیدائش ہوئی، اور نہ زمانے کے حوادث نے انہیں منتشر کیا۔ وہ تیرے قرب میں اپنے مقام و منزلت کی بلندی اور تیرے بارے میں خیالات کی یکسوئی، اور تیری عبادت کی فراوانی اور تیرے احکام میں عدم غفلت کے باوجود اگر تیرے رازہائے قدرت کی اس تہہ تک پہنچ جائیں کہ جو ان سے پوشیدہ ہے، تو وہ اپنے

۱- خطبہ ۸۹، ۲۳۷

اعمال کو بہت ہی حقیر سمجھیں گے اور اپنے نفسوں پر حرف گیری کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ انھوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا، اور نہ کما حقہ تیری اطاعت کی ہے۔ میں خالق و معبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں تیرے اس بہترین سلوک کی بنا پر جو ترا اپنے مخلوقات کے ساتھ ہے۔ تو نے ایک ایسا گھر (جنت) بنایا ہے کہ جس میں مہمانی کے لئے کھانے پینے کی چیزیں، حوریں، غلمان، محل، نہریں، کھیت اور پھل مہیا کئے ہیں۔ پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا، مگر نہ انھوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی اور نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے جن کی تو نے رغبت دلائی تھی، اور نہ ان چیزوں کے مشتاق ہوئے جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا۔ وہ تو اسی مردار دنیا پر ٹوٹ پڑے کہ جسے نوچ کھانے میں اپنی عزت آبرو گنوا رہے تھے اور اس کی چاہت پر ایکا کر لیا تھا۔ جو شخص کسی شے سے بے تحاشا محبت کرتا ہے، وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے، سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے۔ شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے، اور دنیا نے اس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے۔[1]

دنیا و آخرت اپنی باگ ڈور اللہ کو سونپے ہوئے اس کے زیر فرمان ہیں اور آسمان و زمین نے اپنی کنجیاں اس کے آگے ڈال دی ہیں اور ترو تازہ و شاداب درخت صبح و شام اس کے آگے سربسجود ہیں اور اپنی شاخوں سے چمکتی ہوئی آگ (کے شعلے) بھڑکاتے ہیں اور اس کے حکم سے پھل پھول کر پکے ہوئے میووں کی ڈالیاں پیش کرتے ہیں۔[2]

اس کا حکم فیصلہ کن اور حکمت آمیز اور اس کی خوشنودی امان اور رحمت ہے۔ وہ اپنے علم سے فیصلہ کرتا ہے اور اپنے حلم سے عفو کرتا ہے۔ بار الہا! تو جو کچھ دے کر لے لیتا ہے اور جو کچھ عطا کرتا ہے اور جن مرضوں سے شفا دیتا ہے اور جن آزمائشوں میں ڈالتا ہے سب پر تیرے لئے ایسی حمد و ثنا ہے جو انتہائی درجے تک تجھے پسند آئے اور انتہائی درجے تک تجھے محبوب ہو اور تیرے نزدیک ہر ستائش سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایسی حمد جو کائنات کو بھر دے اور جو تو نے چاہا ہے اس کی حدت تک پہنچ جائے، ایسی حمد کہ جس کے آگے تیری بارگاہ تک پہنچنے سے نہ کوئی حجاب ہو اور نہ اس کے لئے کوئی بندش، ایسی حمد کہ جس کی گنتی نہ کہیں پر ٹوٹے اور نہ اس کا سلسلہ ختم ہو۔ ہم تیری عظمت و بزرگی کی حقیقت کو نہیں جانتے مگر اتنا کہ تو زندہ و کارساز عالم ہے۔ نہ تجھے غنودگی ہوتی ہے اور نہ نیند آتی ہے۔ نہ تار نظر تجھ

۱- خطبہ ۱۰۷، ص ۲۹۱ ۲- خطبہ ۱۳۱، ص ۳۴۷

تک پہنچ سکتا ہے اور نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں۔ تو نے نظروں کو پالیا ہے اور عمروں کا احاطہ کرلیا ہے اور پیشانی کے بالوں کو پیروں سے ملا کر گرفت میں لے لیا ہے۔ یہ تیری مخلوق کیا ہے جو ہم دیکھتے ہیں اور اس میں تیری قدرت کی کارسازیوں پر تعجب کرتے ہیں اور تیری عظیم فرمانروائی کی کارفرمائیوں پر اس کی توصیف کرتے ہیں؟ حالانکہ درحقیقت وہ مخلوقات جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں اور جن تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز اور عقلیں درماندہ ہیں اور ہمارے اور جن کے درمیان غیب کے پردے حائل ہیں اس سے کہیں زیادہ باعظمت ہے۔ جو شخص وسوسوں سے اپنے دل کو خالی کرکے اور غور وفکر کی قوتوں سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے عرش کو کیونکر قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے و اس کی آنکھیں تھک کر اور عقل مغلوب ہوکر اور کان حیران اور سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہوکر پلٹ آئے گی۔[1]

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو بندوں کا پیدا کرنے والا، فرش زمین کا بچھانے والا، ندی نالوں کا بہانے والا اور ٹیلوں کو سرسبز و شاداب بنانے والا ہے۔ نہ اس کی اولیت کی کوئی ابتدا اور نہ اس کی ازلیت کی کوئی انتہا ہے۔ وہ ایسا اول ہے جو ہمیشہ سے ہے اور بغیر کسی مدت کی حد بندی کے ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پیشانیاں اس کے آگے سجدہ میں گری ہوئی ہیں اور لب اس کی توحید کے معترف ہیں۔ اس نے تمام چیزوں کو ان کے پیدا کرنے کے وقت ہی سے جداگانہ صورتوں اور شکلوں میں محدود کردیا، تاکہ اپنی ذات کو ان کی مشابہت سے الگ رکھے۔ تصورات اسے حدود و حرکات اور اعضا وحواس کے ساتھ معین نہیں کرسکتے۔ اس کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ "کب سے ہے" اور نہ یہ کہہ کر اس کی مدت منفرد کی جاسکتی ہے کہ وہ "کب تک ہے" وہ ظاہر ہے لیکن نہیں کہا جاسکتا ہے کہ "کس سے (ظاہر ہوا)۔" وہ باطن ہے مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ "کس میں" وہ نہ دور سے نظر آنے والا ڈھانچہ ہے کہ مٹ جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ محدود و محجوب ہوجائے۔ اور چیزوں سے اس طرح قریب نہیں کہ ساتھ چھو جائے اور نہ وہ جسمانی طور پر ان سے الگ ہوکر دور ہوا ہے۔ اس سے کسی کا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا، کسی لفظ کا دہرایا جانا، کسی بلندی کا دور سے جھلکنا اور کسی قدم کا آگے بڑھنا پوشیدہ نہیں ہے اور نہ اندھیری راتوں میں اور نہ چھائی ہوئی اندھیاریوں میں کہ جن پر روشن چاند اپنی

۱- خطبہ ۱۵۸، ص ۳۹۴

کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور نورانی آفتاب طلوع و غروب کے چکروں میں اور زمانہ کی گردشوں میں اندھیرے کے بعد نور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد و شد سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ہر مدت و انتہا اور ہر گنتی اور شمار سے پہلے ہے۔ اسے محدود سمجھ لینے والے جن اندازوں اور اطراف و جوانب کی حدوں اور مکانوں میں بسنے اور جگہوں میں ٹھہرنے کو اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

وہ ان نسبتوں سے بہت بلند ہے۔ حدیں تو اس کی مخلوق کے لئے قائم کی گئی ہیں اور دوسروں ہی کی طرف ان کی نسبت دی جایا کرتی ہے۔ اس نے اشیا کو ایسے مواد سے پیدا نہیں کیا کہ جو ہمیشہ سے ہو اور نہ ایسی مثالوں پر بنایا کہ جو پہلے سے موجود ہوں بلکہ اس نے جو چیز پیدا کی اسے مستحکم کیا اور جو ڈھانچہ بنایا اسے اچھی طرح شکل و صورت دی۔ کوئی شے اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی اور نہ اس کو کسی کی اطاعت سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اسے پہلے مرنے والوں کا ویسا ہی علم ہے جیسا باقی رہنے والے زندہ لوگوں کا اور جس طرح بلند آسمانوں کی چیزوں کو جانتا ہے، ویسے ہی پست زمینوں کی چیزوں کو پہچانتا ہے۔[1]

خداوند عالم کو ایک حالت دوسری حالت سے سد راہ نہیں ہوتی۔ نہ زمانہ اس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے، نہ کوئی جگہ اسے گھیرتی ہے اور نہ زبان اس کا وصف کر سکتی ہے۔ اس سے پانی کی قطروں اور آسمان کے ستاروں اور ہوا کے جھکڑوں کا شمار چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور اندھیری رات میں چھوٹی چیونٹیوں کے قیام کرنے کی جگہ کوئی پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہوں اور آنکھ کے چوری چھپے اشاروں کو جانتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ اس کی ہستی میں کوئی شبہ، نہ اس کے دین سے سرتابی ہو سکتی ہے نہ اس کی آفرینش سے انکار اس شخص کی سی گواہی جس کی نیت سچی، باطن پاکیزہ، یقین شبہوں سے پاک اور اس کے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہو۔[2]

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی طرف تمام مخلوق کی بازگشت اور ہر چیز کی انتہا ہے۔ ہم اس کے عظیم احسان، روشن و واضح برہان اور اس کے لطف و کرم کی افزائش پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ ایسی حمد کہ جس سے اس کا حق پورا ہو اور شکر ادا ہو اور اس کے ثواب کے قریب لے جانے والی اور

۱۔ خطبہ ۱۶۱، ص ۳۰۳ — ۲۔ خطبہ ۱۷۶، ص ۳۴۳

اس کی بخششوں کو بڑھانے والی ہو۔ ہم اس سے اس طرح مدد مانگتے ہیں جس طرح اس کے فضل کا امیدوار، اس کے نفع کا آرزومند، دفع بلیات کا اطمینان رکھنے والا اور بخشش و عطا کا معترف اور قول و عمل سے اس کا مطیع و فرمانبردار اس سے مدد چاہتا ہو اور ہم اس شخص کی طرح اس پر ایمان رکھتے ہیں جو یقین کے ساتھ اس سے آس لگائے ہو، اس ایمان کامل کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا ہو اور اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اس کے سامنے عاجزی و فروتنی کرتا ہو اور اسے ایک جانتے ہوئے اس سے اخلاص برتتا ہو اور سپاسگزاری کے ساتھ اسے بزرگ جانتا ہو اور رغبت و کوشش سے اس کے دامن میں پناہ ڈھونڈتا ہو۔ اس کا کوئی باپ نہیں کہ وہ عزت و بزرگی میں اس کا شریک ہو۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے کہ اسے چھوڑ کر وہ دنیا سے رخصت ہو جائے اور وہ اس کی وارث ہو جائے اور نہ اس کے پہلے وقت اور زمانہ تھا نہ اس پر یکے بعد دیگرے کمی اور زیادتی طاری ہوتی ہے بلکہ اس نے مضبوط نظام کائنات اور اٹل احکام کی جو علامتیں ہمیں دکھائی ہیں ان کی وجہ سے وہ عقلوں کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ اس آفرینش پر گواہی دینے والوں میں آسمانوں کی خلقت ہے جو بغیر ستونوں کے ثابت و برقرار اور بغیر سہارے کے قائم ہیں۔ خداوند عالم نے انہیں پکارا تو یہ بغیر کسی سستی اور توقف کے اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے لبیک کہہ اٹھے۔ اگر وہ اس کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے اور اس کے سامنے سر نہ جھکاتے تو وہ انہیں اپنے عرش کا مقام اور اپنے فرشتوں کا مسکن اور پاکیزہ کلموں اور مخلوق کے نیک عملوں کے بلند ہونے کی جگہ نہ بناتا۔ اللہ نے ان کے ستاروں کو ایسی روشن نشانیاں قرار دیا ہے جن سے حیران و سرگرداں اطراف زمین کی راہوں میں آنے جانے کے لئے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اندھیری رات کی اندھیاریوں کے سیاہ پردے ان کی نور کی ضوپاشیوں کو نہیں روکتے اور نہ شبہائے تاریک کی تیرگی کے پردے یہ طاقت رکھتے ہیں کہ وہ آسمانوں میں پھیلی ہوئی چاند کے نور کی جگمگاہٹ کو پلٹا دیں۔ پاک ہے وہ ذات جس پر پست زمین کے قطعوں اور باہم ملے ہوئے سیاہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں اندھیری رات کی اندھیاریاں اور پرسکون شب کی ظلمتیں پوشیدہ نہیں ہیں اور نہ افق آسمان میں رعد کی گرج اس سے مخفی ہے۔ اور نہ وہ چیزیں کہ جن پر بادلوں کی بجلیاں کوند کر ناپید ہو جاتی ہیں اور نہ وہ پتے جو ٹوٹ کر گرتے ہیں جنہیں بارش کے پچھتروں کی تند ہوائیں اور موسلا دھار بارشیں ان کے گرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گریں گے اور کہاں ٹھہریں گے اور چھوٹی چیونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں اپنے کو کھینچ کر

لے جائیں گی، مچھروں کو کونسی روزی کفایت کرے گی اور مادہ اپنے پیٹ میں کیا لئے ہوئے ہے۔

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو عرش و کرسی، زمین و آسمان اور جن و انس سے پہلے موجود تھا، نہ انسانی واہموں سے اسے جانا جاسکتا ہے اور نہ عقل و فہم سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اسے کوئی سوال کرنے والا دوسرے سائلوں سے غافل نہیں بناتا اور نہ بخشش و عطا سے اس کے ہاں کچھ کمی آتی ہے۔ وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا اور نہ کسی جگہ میں اس کی حد بندی ہوسکتی ہے۔ نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے متصف کیا جاسکتا ہے اور نہ اعضا و جوارح کی حرکت سے وہ پیدا کرتا ہے اور نہ حواس سے وہ جانا پہچانا جاسکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس ہوسکتا ہے۔ وہ خدا جس نے بغیر اعضا و جوارح اور بغیر گویائی اور بغیر حلق کے کوؤں کو ہلائے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں اور انہیں اپنی عظیم نشانیاں دکھلائیں۔ اے اللہ کی توصیف میں رنج و تعب اٹھانے والے اگر تو اس سے عہدہ برآ ہونے میں سچا ہے تو پہلے جبرئیل و میکائیل اور مقرب فرشتوں کے لاؤ لشکر کا وصف بیان کر جو پاکیزگی و طہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر و حیران ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کرسکیں۔ صفتوں کے ذریعے وہ چیزیں جانی پہچانی جاتی ہیں جو شکل و صورت اور اعضا و جوارح رکھتی ہوں اور وہ جو اپنی حد انتہا کو پہنچ کر موت کے ہاتھوں ختم ہوجائیں۔ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس نے اپنے نور سے تمام تاریکیوں کو روشن و منور کیا اور ظلمت عدم سے ہر نور کو تیرہ و تار بنادیا ہے۔[۱]

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو بن دیکھے جانا پہچانا جاتا ہے اور بے رنج و تعب اٹھائے ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور اپنی عزت و جلالت کے پیش نظر فرمانرواؤں سے اطاعت و بندگی حاصل کی اور اپنے جود و عطا کی بدولت باعظمت لوگوں پر سرداری کی۔ وہ اللہ جس نے دنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا اور ایسے رسولوں کو جن و انس کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے دنیا کو بے نقاب کریں اور اس کی مضرتوں سے انہیں ڈرائیں دھمکائیں، اس کی بیوفائی کی مثالیں بیان کریں اور اس کی صحت و بیماری کے تغیرات سے ایک دم انہیں پوری پوری عبرت دلانے کا سامان کریں، اور اس کے عیوب اور حلال و حرام کے ذرائع اکتساب اور فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے لئے جو بہشت و دوزخ اور عزت و ذلت کے سامان اللہ نے مہیا کئے ہیں دکھلائیں۔

۱۔ خطبہ ۱۸۰، ص ۴۵۰

میں اس کی ذات کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوکر اس کی ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جیسی حمد اس نے اپنی مخلوقات سے چاہی ہے۔ اس نے ہر شے کا ایک اندازہ اور ہر اندازے کی ایک مدت اور ہر مدت کے لئے ایک نوشتہ قرار دیا ہے۔ا

ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لئے ہے جسے حواس پا نہیں سکتے۔ نہ جگہیں اسے گھیر سکتی ہیں نہ آنکھیں اسے دیکھ سکتی ہیں، نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں۔ وہ مخلوقات کے نیست کے بعد ہست ہونے سے پہلے ہمیشہ سے ہونے کا اور ان کے باہم مشابہ ہونے سے اپنے بے مثل اور بے نظیر ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ وہ اپنے وعدہ میں سچا اور بندوں پر ظلم کرنے سے بالاتر ہے۔ وہ مخلوق کے بارے میں عدل سے چلتا ہے اور اپنے حکم میں انصاف برتتا ہے۔ وہ چیزوں کے وجود پذیر ہونے سے اپنی قدامت پر ان کی عجز و کمزوری کے نشانوں سے اپنی قدرت پر اور ان کے فنا ہوجانے کی اضطراری کیفیتوں سے اپنی ہمیشگی پر عقل سے گواہی حاصل کرتا ہے۔ وہ گنتی اور شمار میں آئے بغیر ایک یگانہ ہے وہ کسی متعینہ مدت کے بغیر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ستونوں یعنی اعضا کے سہارے کے بغیر قائم و برقرار ہے، حواس و مشاعر کے بغیر ذہن اسے قبول کرتے ہیں اور اس تک پہنچے بغیر نظر آنے والی چیزیں اس ہستی کی گواہی دیتی ہیں۔ عقلیں اس کی حقیقت کا احاطہ نہیں کرسکتیں بلکہ وہ عقلوں کے وسیلہ سے عقلوں کے لئے آشکارا ہوا ہے اور عقلوں ہی کے ذریعہ سے عقل وفہم میں آنے سے انکاری ہے اور ان کے معاملہ میں خود انہی کو حکم ٹھہرایا ہے۔ وہ اس معنی میں بڑا نہیں کہ اس کی حدود و اطراف پھیلے ہوئے ہوں جو اسے مجسم صورت میں بڑا کرکے دکھاتے ہوں اور نہ اس اعتبار سے عظیم ہے کہ وہ جسامت میں انتہائی حدوں تک پھیلا ہوا ہو بلکہ وہ شان و منزلت کے اعتبار سے بڑا ہے اور دبدبہ و اقتدار کے لحاظ سے عظیم ہے۔ ۲

جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کیا اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا، جس نے اس کا مثل ٹھہرایا، اس نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا، جس نے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی اس نے اس کا قصد نہیں کیا، جس نے اسے قابل اشارہ سمجھا اور اپنے تصور کا پابند بنایا اس نے اس کا رخ نہیں کیا۔ جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہوگا اور جو دوسرے کے سہارے پر قائم ہو وہ علت کا محتاج ہوگا۔ وہ فاعل ہے بغیر آلات کو حرکت میں لائے۔ وہ ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے بغیر فکر کی جولانی

۱- خطبہ ۱۸۱، ص ۴۵۹ ۲- خطبہ ۱۸۳، ص ۴۶۳

کے۔ وہ تونگر و غنی ہے بغیر دوسروں سے استفادہ کئے۔ نہ زمانہ اس کا ہم نشین اور نہ آلات اس کے معاون و معین ہیں۔ اس کی ہستی زمانہ سے پیشتر، اس کا وجود عدم سے سابق، اس کی ہمیشگی نقطۂ آغاز سے بھی پہلے سے ہے۔ اس نے جو احساس و شعور کی قوتوں کو ایجاد کیا اسی سے معلوم ہوا کہ وہ خود حواس و آلات کا شعور نہیں رکھتا اور چیزوں میں ضدیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی ضد نہیں ہو سکتی اور چیزوں کو جو اس نے ایک دوسرے کے ساتھ رکھا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی ساتھ نہیں۔ اس نے نور کو ظلمت کی، روشنی کو اندھیرے کی، خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی دشمن چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا، متضاد چیزوں کو ملانے والا، ایک دوسرے سے دور کی چیزوں کو باہم قریب لانے والا اور باہم پیوستہ چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے۔ وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گننے سے شمار میں آتا ہے۔ جسمانی اعتبار سے قوی افراد تو جسمانی ہی چیزوں کو گھیرا کرتے ہیں اور اپنے ہی ایسوں کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں، انہیں لفظ منذ نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور لفظ قد نے ہمیشگی سے منع کر دیا ہے اور لفظ لولا نے کمال سے ہٹا دیا ہے۔ انہی اعضا و جوارح اور حواس و مشاعر کے ذریعہ ان کا موجد عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا اور انہی کے تقاضوں کے سبب سے آنکھوں کے مشاہدہ سے بری ہو گیا ہے۔ حرکت و سکون اس پر طاری نہیں ہو سکتے۔ بھلا جو چیز اس نے مخلوقات پر طاری کی ہو وہ اس پر کیونکر طاری ہو سکتی ہے اور جو چیز پہلے پہل اسی نے پیدا کی ہے وہ اس کی طرف کیونکر عائد ہو سکتا ہے اور جس چیز کو پیدا کیا ہو وہ اس میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کی ذات تغیر پذیر قرار پائے گی۔ اس کی ہستی قابل تجزیہ ٹھہرے گی اور اس کی حقیقت ہمیشگی و دوام سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اگر اس کے لئے سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت بھی ہوتی اور اگر اس میں کمی آتی تو وہ اس کی تکمیل کا محتاج ہوتا اور اس صورت میں اس کے اندر مخلوق کی علامتیں آ جاتیں اور جب کہ ساری چیزیں اس کی ہستی کی دلیل تھیں اس صورت میں وہ خود کسی خالق کے وجود کی دلیل بن جاتا حالانکہ وہ اس امر مسلمہ کی رو سے کہ اس میں مخلوق کی صفتوں میں سے ہونا ممنوع ہے اس سے بری ہے کہ اس میں وہ چیز اثر انداز ہو جو ممکنات میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ادلتا بدلتا نہیں نہ زوال پذیر ہوتا ہے، نہ غروب ہونا اس کے لئے روا ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ورنہ محدود ہو کر رہ جائے گا۔ وہ آل اولاد رکھنے سے بالاتر اور عورتوں کو چھونے سے پاک ہے۔ تصورات اسے پا نہیں سکتے کہ اس کا اندازہ ٹھہرا لیں اور

عقلیں اس کا تصور نہیں کرسکتیں کہ اس کی کوئی صورت مقرر کرلیں۔ حواس اس کا ادراک نہیں کرسکتے کہ اسے محسوس کرلیں اور ہاتھ اس سے مس نہیں ہوتے کہ اسے چھولیں۔ وہ کسی حال میں بدلتا نہیں اور نہ مختلف حالتوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ نہ شب و روز اسے کہنہ کرتے ہیں، نہ روشنی و تاریکی اسے متغیر کرتی ہے۔ اس سے اجزا، اعضا جوارح صفات میں سے کسی صفت اور ذات کے علاوہ کسی بھی چیز اور حصوں سے متصف نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے کسی حد اور اختتام اور زوال پذیری اور انتہا کو کہا نہیں جاسکتا اور نہ یہ کہ چیزیں اس پر حاوی ہیں کہ خواہ اسے بلند کریں اور خواہ پست یا چیزیں اسے اٹھائے ہوئے ہیں کہ چاہے اسے ادھر ادھر موڑیں اور چاہے اسے سیدھا رکھیں۔ نہ وہ چیزوں کے اندر ہے اور نہ ان سے باہر۔ وہ خبر دیتا ہے بغیر زبان اور تالو جبڑے کی حرکت کے، وہ سنتا ہے بغیر کانوں کے سوراخوں اور آلات سماعت کے، وہ بات کرتا ہے بغیر تلفظ کے۔ وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کرنے کی زحمت کے، وہ ارادہ کرتا ہے بغیر قلب اور ضمیر کے، وہ دوست رکھتا ہے اور خوشنود ہوتا ہے بغیر رقت طبع کے، وہ دشمن رکھتا ہے اور غضب ناک ہوتا ہے بغیر غم و غصہ کی تکلیف کے جسے پیدا کرنا چاہتا ہے، اسے ''ہوجا'' کہتا ہے جس سے وہ ہو جاتی ہے بغیر کسی ایسی آواز کے جو کان کے پردوں سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سنی جاسکے بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام بس اس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہوسکتا اور اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا وہ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفتیں منطبق ہونے لگیں اور اس میں اور مخلوق میں کوئی فرق نہ رہے اور نہ اسے اس پر کوئی فوقیت و برتری رہے کہ جس کے نتیجہ میں خالق و مخلوق ایک سطح پر آجائیں اور صانع و مصنوع برابر ہوجائیں، اس نے مخلوقات کو بغیر کسی ایسے نمونہ کے پیدا کیا کہ جو اس سے پہلے کسی دوسرے نے قائم کیا ہو اور اس کے بنانے میں اس نے مخلوقات میں سے کسی ایک سے بھی مدد نہیں چاہی۔ وہ زمین کو وجود میں لایا اور بغیر اس کام میں الجھتے ہوئے اسے برابر روکے تھامے رہا اور بغیر کسی چیز پر ٹکائے ہوئے اسے برقرار کردیا اور بغیر ستونوں کے اس کو قائم اور بغیر کھمبوں کے اسے بلند کیا، کجی اور جھکاؤ سے اسے محفوظ کردیا اور ٹکڑے ہوکر گرنے اور پھٹنے سے اسے بچائے رہا۔ اس کے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑا اور چٹانوں کو مضبوطی سے نصب کیا، اس کے چشموں کو جاری اور پانی کی گذرگاہوں کو شگافتہ کیا۔ اس نے جو بنایا اس میں کوئی کمی نہ آئی اور جسے مضبوط کیا اس میں کمزوری نہیں پیدا ہوئی۔ وہ اپنی عظمت و شاہی کے ساتھ زمین پر غالب، علم و

دانائی کی بدولت اس کے اندرونی رازوں سے واقف اور اپنے جلال و عزت کے سبب اس کی ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ وہ جس چیز کا اس سے خواہاں ہوتا ہے وہ اس کے دسترس سے باہر نہیں ہوسکتی اور نہ اس سے روگردانی کر کے اس پر غالب آسکتی ہے اور نہ کوئی تیز رو اس کے قبضہ سے نکل سکتا ہے کہ اس سے بڑھ جائے اور نہ وہ کسی مال دار کا محتاج ہے کہ وہ اسے روزی دے۔ تمام چیزیں اس کے سامنے عاجز اور اس کی بزرگی و عظمت کے آگے ذلیل و خوار ہیں۔ اس کے سلطنت کی وسعتوں سے نکل کر کسی اور طرف بھاگ جانے کی ہمت نہیں رکھتیں کہ اس کے جود و عطا سے بے نیاز اور اس کے گرفت سے اپنے کو محفوظ سمجھ لیں۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے جو اس کے برابر اتر سکے نہ اس کا کوئی مثل و نظیر ہے جو اس سے برابری کر سکے۔ وہی ان چیزوں کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے یہاں تک کہ موجودہ چیزوں کی طرح ہو جائیں جو کبھی تھیں ہی نہیں اور یہ دنیا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابود کرنا اس کی شروع شروع وجود میں لانے سے زیادہ تعجب خیز اور دشوار نہیں اور کیوں کر ایسا ہوسکتا ہے جب کہ تمام حیوان وہ پرندے ہوں یا چوپائے رات کو گھروں کی طرف پلٹ کر آنے والے ہوں یا چراگاہوں میں چرنے والے جس نوع کے بھی ہوں اور جس قسم کے ہوں وہ اور تمام آدمی کو دن و غبی صنف سے ہوں یا زیرک و ہوشیار سب مل کر اگر ایک مچھر کو پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ یہ جان سکیں گے کہ اس کے پیدا کرنے کی کیا صورت ہے اور اس جاننے کے سلسلہ میں ان کی عقلیں حیران و سرگرداں اور قوتیں عاجز و درماندہ ہو جائیں گی اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کی ایجاد سے درماندہ ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں خستہ و نامراد ہو کر پلٹ آئیں گے۔

بلاشبہ اللہ سبحانہ دنیا کے مٹ مٹا جانے کے بعد ایک اکیلا ہوگا کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی جس طرح کہ دنیا کی ایجاد و آفرینش سے پہلے تھا۔ یونہی اس کے فنا ہو جانے کے بعد بغیر وقت و مکان اور ہنگام و زمان کے ہوگا اس وقت مدتیں اور اوقات سال اور گھڑیاں سب نابود ہوں گی سوائے اس خدائے واحد و قہار کے جس کی طرف تمام چیزوں کی بازگشت ہے، کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ ان کی آفرینش کی ابتدا ان کے اختیار و قدرت سے باہر تھی اور ان کا فنا ہونا بھی ان کی روک ٹوک کے بغیر ہوگا۔ اگر ان کو انکار پر قدرت ہوتی تو ان کی زندگی بقا سے ہمکنار رہوتی۔ جب اس نے کسی چیز کو بنایا تو اس کے بنانے میں اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور نہ جس چیز کو اس نے خلق و ایجاد کیا اس کی

آفرینش نے اسے خستہ و درماندہ کیا۔ اس نے اپنی سلطنت کی بنیادوں کو استوار کرنے اور مملکت کے زوال اور عزت کے انحطاط کے خطرات سے بچنے اور کسی جمع جتھے والے حریف کے خلاف مدد حاصل کرنے اور کسی حملہ آور غنیم سے محفوظ رہنے اور ملک و سلطنت کا دائرہ بڑھانے اور کسی شریک کے مقابلہ میں اپنی کثرت پر اترانے کے لئے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا اور نہ اس لئے کہ اس نے تنہائی کی وحشت سے گھبرا کر یہ چاہا ہو کہ ان چیزوں سے جی لگائے۔ پھر وہ ان چیزوں کو بنانے کے بعد فنا کر دے گا اس لئے نہیں کہ ان میں رد و بدل کرنے اور ان کی دیکھ بھال رکھنے سے دل تنگی لاحق ہوئی ہو اور نہ اس آسودگی و راحت کے خیال سے کہ جو اسے حاصل ہونے کی توقع ہو اور نہ اس وجہ سے کہ ان میں سے کسی چیز کا اس پر بوجھ ہو۔ اسے ان چیزوں کی طول طویل بقا آزردہ و دل تنگ نہیں بناتی کہ انہیں جلدی سے فنا کر دینے کی اسے دعوت دے بلکہ اللہ سبحانہ نے اپنے لطف و کرم سے ان کا بند و بست کیا ہے اور اپنے فرمان سے ان کی روح تھام کر رکھی ہے اور اپنی قدرت سے ان کو مضبوط بنایا ہے۔ پھر وہ ان چیزوں کو فنا کے بعد پلٹائے گا۔ اس لئے نہیں کہ ان میں سے کسی چیز کی اسے احتیاج ہے اور ان کی مدد کا خواہاں ہے اور نہ تنہائی کی الجھن سے منتقل ہو کر دل بستگی کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور جہالت و بے بصیرتی کی حالت سے واقفیت اور تجربات کی دنیا میں آنے کے لئے اور فقر و احتیاج سے دولت و فراوانی اور ذلت و پستی سے عزت و توانائی کی طرف منتقل ہونے کے لئے ان کو دوبارہ پیدا کرتا ہے۔[1]

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی فرمانروائی و جلال کبرائی کے آثار کو نمایاں کر کے اپنی قدرت کی عجیب و غریب نقش آرائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کو محو حیرت کر دیا ہے اور انسانی واہموں کو اپنی صفتوں کی تہ تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ایسا اقرار جو سراپا ایمان، یقین و اخلاص اور فرمانبرداری ہے۔

اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ اس نے تم کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ یونہی کھلے بندوں چھوڑ دیا ہے۔ جو نعمتیں اس نے تمہیں دی ہیں ان کی مقدار سے آگاہ اور جو احسانات تم پر کئے ہیں اس کا شمار جانتا ہے۔ اس سے فتح و کامرانی اور حاجت روائی چاہو، اس کے سامنے دست طلب پھیلاؤ، اس سے بخشش و عطا کی بھیک مانگو، تمہارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ

۱- خطبہ ۱۸۴، ص ۳۶۹

تمہارے لئے اس کا دروازہ بند ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر ساعت و ہر آن اور ہر جن و انسان کے ساتھ موجود ہے۔ نہ جود و سخا سے اس میں رخنہ پڑتا ہے نہ داد و دہش سے اس کے یہاں کمی ہوتی ہے۔ نہ مانگنے والے اس کے خزانوں کو ختم کر سکتے ہیں نہ بخشش و فیضان اس کی نعمتوں کو انتہا تک پہنچا سکتا ہے۔ نہ ایک طرف التفات دوسروں سے اس کی توجہ کو موڑ سکتا ہے اور نہ ایک آواز میں محویت دوسری آواز سے اسے بے خبر بناتی ہے۔ نہ اسے بیک وقت ایک نعمت کا دینا دوسری نعمت کے چھین لینے سے مانع ہوتا ہے اور نہ غضب کے شرارے رحمت کے فیضان سے اسے روکتے ہیں اور نہ لطف و کرم اسے تنبیہ و عقاب سے غافل کرتا ہے۔ اس کی ذات کی پوشیدگی اس کے آثار کی جلوہ پاشیوں پر نقاب نہیں ڈالتی اور نہ آثار کی جلوہ طرازیاں اس کی ذات کی پوشیدگی کو الگ کر سکتی ہے۔ وہ قریب پھر بھی دور ہے اور بلند مگر نزدیک ہے، وہ ظاہر مگر اسی کے ساتھ باطن، وہ پوشیدہ مگر آشکارا ہے۔ وہ جزا دیتا ہے مگر اسے جزا نہیں دی جا سکتی۔ اس نے خلقت کائنات کو سوچ سوچ کر ایجاد نہیں کیا اور نہ تکان کی وجہ سے ان سے مدد لینے کا محتاج ہے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں خوف خدا کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ سعادت کی باگ ڈور اور دین کا مضبوط سہارا ہے۔ اس کے بندھنوں سے وابستہ رہو، اس کی حقیقت کو مضبوطی سے پکڑ لو کہ یہ تمہیں آسائش کی جگہوں آسودگی کے گھروں حفاظت کے قلعوں اور عزت کی منزلوں میں پہنچائے گا اور اس دن آنکھیں خوف کی وجہ سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا اس دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار کردی جائیں گی۔ اور صور پھونکا جائے گا تو ہر جان بدن سے نکل جائے گی۔ زبانیں گونگی ہو جائیں گی اور بلند پہاڑ اور مضبوط چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور سخت پتھر آپس میں ٹکرا ٹکرا کر چمکتے ہوئے سراب کی طرح ہو جائیں گے۔ جہاں آبادیاں اور فلک بوس عمارتیں تھیں وہ جگہیں ہموار میدان کی صورت میں تبدیل ہو جائیں گی۔ اس موقع پر نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا جو سفارش کرے، نہ کوئی عزیز ہوگا جو اس عذاب کی روک تھام کرے نہ عذر و معذرت پیش کی جا سکے گی کہ کچھ فائدہ بخشے۔[1]

اللہ سبحانہ کی ایک زور فرمانروائی اور عجیب و غریب صنعت کی لطیف نقش آرائی یہ ہے کہ اس نے ایک اتھاہ دریا کے پانی سے جس کی سطحیں تہ بہ تہ اور موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں، ایک خشک و بے حرکت زمین کو پیدا کیا پھر یہ کہ اس نے پانی کے بخار کی تہوں پر جنہیں چڑھا دیں جو آپس میں ملی ہوئی

۱- خطبہ ۱۹۳، ص ۵۲۳

تھیں اور انہیں الگ الگ کر کے سات آسمان بنائے جو اس کے حکم سے تھمے ہوئے اور اپنے مرکز پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ اسے ایک نیلگوں گہرا اور فرمان الٰہی کے حدود میں گھرا ہوا دریا اٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کے آگے بے بس اور اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے اس کی روانی تھمی ہوئی ہے اور ٹھوس چکنے پتھروں، ٹیلوں اور پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی جگہوں پر نصب اور ان کی قرار گاہوں میں قائم کیا۔ چنانچہ ان کی چوٹیاں فضا کو چیرتی ہوئی نکل گئی ہیں اور بنیادیں پانی میں گڑی ہوئی ہیں۔ اس طرح اس نے پہاڑوں کو پست اور ہموار زمین سی بلند کیا اور ان کی بنیادوں کو ان کے پھیلاؤ اور ان کے ٹھہراؤ کی جگہوں میں زمین کے اندر اُتار دیا۔ ان کی چوٹیوں کو فلک بوس اور بلندیوں کو آسمان پیما بنا دیا اور انہیں زمین کے لئے ستون قرار دیا اور میخوں کی صورت میں انہیں گاڑا، چنانچہ وہ ہچکولے کھانے کے بعد تھم گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے رہنے والوں کو لے کر جھک پڑے یا اپنے بوجھ کی وجہ سے دھنس جائے یا اپنی جگہ چھوڑ دے۔

پاک ہے وہ ذات کہ جس نے پانی کی طغیانیوں کے بعد زمین کو تھام رکھا اور اس کے اطراف و جوانب کو تر بتر ہونے کے بعد خشک کیا اور اس سے اپنی مخلوقات کے لئے گہوارۂ استراحت بنایا اور ایک ایسے گہرے دریا کی سطح پر اس کے لئے فرش بچھایا جو تھما ہوا ہے بہتا نہیں اور رکا ہوا ہے جنبش نہیں کرتا۔ جسے تند ہوائیں ادھر سے ادھر ڈھکیلتی رہتی ہیں، اور برسنے والے بادل اسے متھ کر پانی کھینچتے رہتے ہیں، بے شک ان چیزوں میں سر و سامان عبرت ہے اس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈرے۔[۱]

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے بلند تر، توصیف کرنے والوں کے تعریفی کلمات سے بالاتر، اپنے عجیب و غریب نظم و نسق کی بدولت دیکھنے والوں کے سامنے آشکارا اور جلال عظمت کی وجہ سے وہم و گمان دوڑانے والوں کے فکر و اوہام سے پوشیدہ ہے۔ وہ عالم ہے بغیر اس کے کہ کسی سے کچھ سیکھے یا علم میں اضافہ اور کہیں سے استفادہ کرے اور بغیر فکر و تامل کے ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے۔ نہ اسے تاریکیاں ڈھانپتی ہیں نہ وہ روشنیوں سے کسب ضیا کرتا ہے نہ رات اسے گھیرتی ہے نہ دن کی گردشوں کا اس پر گذر ہوتا ہے اور اس کا جاننا بوجھنا آنکھوں کے ذریعہ سے نہیں اور نہ اس کا علم دوسروں کے بتانے پر منحصر ہے۔[۲]

۱- خطبہ ۲۰۹، ص ۵۱۰ ۲- خطبہ ۲۱۱، ص ۵۶۲

خداوند عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لئے، نماز کو فرض کیا رعونت سے بچانے کے لئے، اور زکوٰۃ کو رزق میں اضافہ کا سبب بنانے کے لئے، اور روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کے لئے، اور حج کو دین کی تقویت پہنچانے کے لئے، جہاد کو اسلام کو سرفرازی بخشنے کے لئے، اور امر بالمعروف کو اصلاح خلائق کے لئے اور نہی عن المنکر کو سر پھروں کی روک تھام کے لئے، اور حقوق قرابت کے ادا کرنے کو یار و انصار کی گنتی بڑھانے کے لئے اور قصاص کو خونریزی کے انسداد کے لئے اور حدود شرعیہ کے اجرا کو محرمات کی اہمیت قائم کرنے کے لئے اور شراب خوری کے ترک کو عقل کی حفاظت کے لئے اور چوری سے پرہیز کو پاک بازی کا باعث ہونے کے لئے زنا کو بدی سے بچنے اور نسب کے محفوظ رکھنے کی لئے اور اغلام کے ترک کو نسل کے بڑھانے کے لئے اور گواہی کو انکار حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کے لئے اور جھوٹ سے علیحدگی کو سچائی کا شرف آشکارا کرنے کے لئے اور قیام امن کو خطروں سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے اور امانتوں کی حفاظت کو امت کا نظام درست رکھنے کے لئے اور اطاعت کو امامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے۔[1]

قارئین کرام کے لئے حضرت علیؑ کی اس عظیم کتاب نهج البلاغه سے، جو ان کے مشروح خطبات، جلی مکتوبات، ارزشمند حکم و نصائح موعظات اور کلمات قصار پر مشتمل ہے، توحید شناسی اور الٰہیات سے متعلق ان کے چند خطبوں سے اقتباسات پیش کئے گئے تا کہ اس دور خدا ناشناسی و عدم معرفت معبود میں الہ شناسی کے لئے ایک مضبوط اور وسیع بنیاد فراہم ہو سکے۔ یہی بنیاد دین اسلام کی ابتدائی منزل اور اس کی پہلی سیڑھی ہے اور جب تک یہ طے نہ ہوگی ہم شرف انسانی، اخوت اسلامی، دین شناسی اور اخلاقیات کے مراحل کو ہرگز طے کرنے کے قابل نہ ہو پائیں گے کیونکہ بقول معروف "اول العلم معرفة الجبار" یعنی ہر علم سے پہلے خدائے قدوس و جبار کی معرفت کا علم ہے جس کا حاصل کرنا واجب اور ناگزیر ہے اور یہی علم تمام علوم کا مقدمہ اور ان کی ابتدا ہے۔ ان خطبوں سے خدا کے برگزیدہ بندے اور امام مبین کی طرف سے خداشناسی کا ایک عظیم دروازہ سالکین و محصلین علم الٰہیات کے لئے کھول دیا گیا ہے جو رہتی دنیا تک الہ شناسی کی پیاسی دنیا کو سیراب کرتا رہے گا اور باب مدینۃ العلم کی علمی موشگافیوں پر مشتمل ممتاز کارناموں کے طور پر آسمان علم و دانش پر مثل آفتاب

۱۔ خطبہ ۲۵۱، ص ۸۴۳

تابندہ رہے گا۔

آخر میں ہم خداشناسی سے متعلق سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کے ان معرفت بھرے کلمات کے ساتھ گفتگو کو ختم کرتے ہیں کہ "ان یکون لغیرک من الظھور ما لیس لک"[1] اے اللہ آیا کوئی تجھ سے ظاہر تر ہے کہ میں تیرے لئے بطور دلیل پیش کروں؟! دوسری عبارت میں زیادہ واضح انداز سے کہا جاسکتا ہے کہ میرے مالک وخالق! کائنات میں تجھ سے زیادہ واضح وظاہر چیز موجود نہیں جس کو تیرے ظہور کی دلیل قرار دیا جاسکے بلکہ تیری ذات اظہر ہے۔

۱- حسینؑ شناسی، استاد شہید مطہری، ص ۱۲۷